بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ ماہ امان ۱۳۲۱ ہش۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۷ ½ بجے شب کی اطلاع ہے۔ کہ پھوڑے کی تکلیف میں پہلے کی نسبت آرام ہے مگر حضور کو کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں:۔

سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ بخار زائل ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دُعا کرتے رہیں:۔

جناب چودھری نظام الدین صاحب والد ماجد جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ ایم۔ اے ضعیفی اور علالت کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دُعا کریں:۔

جلد ۳۰ | ۲۷ ماہ امان ۱۳۲۱ ہش | ۹ ربیع الاول ۱۳۶۱ ھ | ۲۷ ماہ مارچ ۱۹۴۲ء | نمبر ۷۲

روزنامہ الفضل قادیان — ۹ ربیع الاول ۱۳۶۱ ھ

ورثہ کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پُرحکمت تعلیم

افراط وتفریط سے مبرّا احکام

اسلام کا اپنے متبعین پر ایک عظیم الشان احسان یہ ہے۔ کہ اس نے ہر معاملہ میں میانہ روی کی تعلیم دی ہے۔ اور افراط و تفریط کے مہلک اثرات سے بنی نوع انسان کو محفوظ رکھا ہے چنانچہ جہاں اسلام انسان کا اوّلین مقصد یہ قرار دیتا ہے۔ کہ وُہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرے۔ اور دُنیا اور اس کے مالوفات سے ایسا دل نہ لگائے۔ کہ خدا تعالےٰ سے غافل ہو جائے۔ وہاں وُہ انسان کو دُنیوی ترقی کی دوڑ میں بھی حصہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔ اور مال و دولت حاصل کرنے کے تمام جائز ذرائع سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے۔ تا کہ دُنیا میں انسان کسی دُوسرے کا دست نگر نہ ہو۔ بلکہ وُہ خود بھی ترقی کرے۔ اور دوسروں کی ترقی میں بھی معاون ہو۔ چنانچہ جہاد میں دو چیزیں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ مال اور جان۔ ظاہر ہے۔ کہ جس کے پاس مال نہیں ہوگا۔ وُہ جہاد کے ثواب میں لازماً پُورے طور پر حصہ نہیں لے سکیگا۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ یعنی اسلام میں یہ جائز نہیں۔ کہ انسان دُنیا کو چھوڑ کر الگ ہو جائے۔ بلکہ اس کی تعلیم یہ ہے۔ کہ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔ دُنیا میں پھیل جاؤ۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل حاصل کرو۔ اسی طرح فرماتا ہے:۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ یعنی گھوڑے خچر اور گدھے وغیرہ سواری کے لئے بھی ہیں۔ اور سامانِ زینت بھی۔ اسی طرح اور بہت سے سامان وُہ پیدا کرے گا۔ اور یہ زینت کے سب سامان مومن کے لئے حرام نہیں۔ بلکہ ان کا استعمال اس کے لئے جائز ہے۔ ایک اور موقعہ پر فرماتا ہے۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق۔ یعنی وُہ زینت کے سامان جو خدا تعالےٰ نے بنائے ہیں۔ اور پاکیزہ کھانے کسی نے حرام نہیں کئے۔ اسی طرح فرماتا ہے اعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل کہ دُشمنوں کے مقابلہ میں جتنی ممکن ہو تیاری کرو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسی تیاری مال کے بغیر نہیں ہو سکتی:۔

مال و دولت کے متعلق اسلام کا نظریہ

پس اسلام مال کے جمع کرنے سے بنی نوع انسان کو نہیں روکتا۔ بلکہ وُہ چاہتا ہے۔ کہ ہر شخص جائز ذرائع کے ماتحت اپنی طاقت۔ اور قابلیت سے مال کمائے۔ اور نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرے۔ بلکہ اپنے بیوی بچوں کا بھی متکفل ہو اور خدا کی راہ میں بھی خرچ کرے۔ گویا اسلام مسابقت کی رُوح کو قائم رکھتا اور فاستبقوا الخیرات کی تعلیم لوگوں کے سامنے رکھتا ہے مگر جہاں اسلام مال و دولت جمع کرنے سے کسی کو نہیں روکتا۔ وہاں وُہ اس امر کو بھی نظر انداز نہیں کرتا کہ مال و دولت کے متعلق اگر مخصوص قواعد نہ ہوں تو دُنیا کی تمدنی مشکلات کا حل نہیں ہو سکتا۔ اور انسانوں کے مختلف طبقات آپس میں آسانی سے مل نہیں سکتے۔ حالانکہ اسلام چاہتا ہے۔ کہ امراء و غرباء۔ عوام اور خواص اور شہریوں اور دیہاتیوں میں محبت ہمدردی اور اخوت کے جذبات ہوں اور وُہ سب ایسے ہی ہوں جیسے ایک جسم کے مختلف اعضاء۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن ایک جسم کی طرح ہیں جسطرح جسم کا کوئی عضو بیمار ہو۔ تو سارا جسم دکھ محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح مومنوں کو ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس ہونا چاہیئے اور امراء و غرباء میں تفرقہ نہیں ہونی چاہیئے:۔

امراء کے مال میں غرباء کا حق

اسلام کا یہ مطمح نظر جس کا قیام تمدنی لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔ قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ جب تک دولت کی تقسیم کے متعلق بعض قواعد نافذ نہ کئے جاتے اور امراء کو یہ بتایا نہ جاتا۔ کہ تمہارے مال میں دوسروں کا بھی حق ہے۔ چنانچہ اسلام نے ایک طرف جہاں ترقی کی دوڑ میں دوسروں سے آگے نکلنے کی تعلیم دی ہے۔ وہاں یہ ہدایت بھی کی۔ کہ لا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علیٰ بعض۔ کہ اس تگ و دو کے نتیجہ میں اعلیٰ قابلیتوں والے ضرور بڑھ جائینگے۔ اور کمزور رہ جائینگے۔ تمہیں اس پر کڑھنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ دُنیوی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ مسابقت کی رُوح کو قائم رکھا جائے۔ اور اگر کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہو مگر اس کے ساتھ ہی جنکو فضیلت حاصل ہو۔ ان کو اسلام یہ ہدایت دیتا ہے۔ کہ اٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتاکم تم محتاجوں کو اس مال میں سے حصہ دو۔ جو خدا نے تمہیں دیا ہے۔ کیونکہ اس مال میں اُن کا بھی حق ہے۔ دوسری جگہ حق کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ کہ امراء کے اموال میں دوسرے انسانوں کا بھی حق ہے اور ان حیوانوں کا بھی جو بول نہیں سکتے۔ اسی طرح فرماتا ہے وٰات ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل کہ قریبیوں۔ مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔ غرض اسلام نے ایک طرف تو مال و دولت حاصل کرنے کے لئے مومن کو اس بات کی اجازت دی ہے۔ کہ وُہ جائز ذرائع سے اس کی کوشش کرے اور اپنی قابلیت سے مال و دولت کو بڑھائے مگر دوسری طرف اس وجہ سے کہ غرباء جو قوم کا بہت بڑا حصہ ہوتے ہیں۔ پیچھے نہ رہ جائیں۔ امراء کو حکم دیا ہے۔ کہ وُہ اپنے اموال سے غرباء کو ان کا حق دیا کریں:۔

تقسیم ورثہ

اسی طرح اسلام نے بعض اور احکام بھی دیئے ہیں۔ جو درحقیقت اسی اصل کے ماتحت ہیں۔ کہ مال اور دولت چند ہاتھوں میں نہ رہے۔ بلکہ تقسیم ہوتا رہے چنانچہ الٰہی احکام کا ایک حصہ وُہ ہے جو تقسیم جائداد۔ اور ورثہ کے موضوع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے:۔

یورپ میں اس وقت دو قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ تو یہ کہتا ہے۔ کہ کوئی شخص جتنا چاہے۔ کمائے۔ اور پھر جس طرح چاہے۔ خرچ کرے۔ دوسروں کا کوئی حق نہیں۔ کہ اس کے کام میں دخل دیں۔ اور اس کے اموال پر اپنا حق جتائیں۔ مگر دُوسرے گروہ کا خیال یہ ہے۔ کہ کسی کی کوئی ذاتی جائیداد نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ سب مال اور دولت مساوی طور پر لوگوں میں تقسیم ہو جانی چاہیئے:۔

اسلام ان دونوں کے درمیان راستہ اختیار کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ذاتی جائداد افراد کی ملکیت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو انسان اپنی محنت کو کمال تک پہونچا کر ترقی نہیں کرسکتا۔ البتہ اس مال وجائداد کی تقسیم کے لئے بعض قواعد ہونے چاہئیں تاکہ کسی کے پاس ضرورت سے زیادہ روپیہ جمع نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہی قواعد میں سے ایک قانون وراثت ہے۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ یورپ میں ساری جائداد بڑے بیٹے کے نام منتقل ہو جاتی ہے۔ مگر اسلام تمام اولاد کو وارث قرار دیتا ہے۔ حتیٰ کہ بیوی بہن ماں اور باپ کو بھی حصہ دیتا ہے۔

احکام وراثت کا نزول

اسلام میں احکام وراثت کا نزول اس وقت ہوا۔ جب جنگ احد میں حضرت سعد بن الربیع کی شہادت واقع ہوئی۔ سعد نہایت متمول آدمی تھے۔ اور اپنے قبیلہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ صرف دو لڑکیاں اور ایک بیوہ تھی۔ چونکہ اس وقت تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ورثہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے صحابہ قدیم دستور عرب کے مطابق ورثہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور متوفی کی اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں اس کے جدی اقربا جائداد پر قابض ہو جاتے تھے۔ لڑکیوں اور بیوہ کو کچھ نہیں ملتا تھا۔ اسی دستور کے مطابق سعد کی وفات کے بعد ان کے بھائی نے سارے ترکہ پر قبضہ کر لیا اور ان کی بیوہ اور لڑکیاں بالکل بے سہارا رہ گئیں۔ وہ پریشان ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور تمام حالات عرض کئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ سنکر بہت تکلیف ہوئی مگر چونکہ آپ پر ابھی تک اس بارہ میں کوئی احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا انتظار کرو۔ جو احکام خدا کی طرف سے نازل ہوں گے۔ ان کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد جلد ہی ورثہ کے بارہ میں آپ پر وہ آیات نازل ہوئیں۔ جو سورۂ نساء میں بیان ہوئی ہیں۔ اس پر آپ نے حضرت سعد کے بھائی کو بلا کر فرمایا۔ کہ سعد کی جائداد میں سے دو ثلث ان کی لڑکیوں کو اور ایک ثمن اپنی بھاوج کو دو۔ اور جو مال باقی بچے وہ خود لے لو۔ اس وقت سے ورثہ کے احکام کی ابتدا ہو گئی۔

ورثہ کے متعلق قرآنی احکام

اس بارہ میں قرآن کریم کی بعض آیات یہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃً فلھا النصف ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس من بعد وصیۃٍ یوصی بھا او دین اٰباءکم وابناءکم لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیما حکیما۔ یعنی اللہ تعالےٰ تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے۔ کہ لڑکوں کو لڑکیوں سے دوگنا حصہ ملنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کے ہاں صرف لڑکیاں ہوں۔ اور دو سے زیادہ ہوں۔ تو انہیں ترکہ میں سے دو تہائی حصہ ملنا چاہیئے۔ اور اگر ایک ہی ہو تو اسے آدھا ملنا چاہیئے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس صورت میں کہ میت کے ہاں کوئی لڑکا ہو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر اسکی نرینہ اولاد نہ ہو۔ اور اس کے والدین اس کے وارث ہوں۔ تو ماں کو تیسرا حصہ ملے گا۔ اور اگر اس کے بھائی ہوں تو مرحوم کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ مگر یہ حصے اس وقت تقسیم ہونگے جب میت کی وصیت یا قرض کا انتظام ہو جائے۔ تم اپنے ماں باپ اور اولاد میں سے نہیں جانتے کہ کون تمہارے لئے زیادہ نفع رساں ہے۔ یہ تمہارے حصے جو مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کا ادا کرنا تم پر خدا کی طرف سے فرض ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا اور ہر حکم میں حکمت سے کام لینے والا ہے۔

اسی طرح فرماتا ہے ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولدٌ فان کان لھن ولدٌ فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولدٌ فان کان لکم ولدٌ فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین وان کان رجلٌ یورث کلالۃً او امراۃٌ ولہ اخٌ او اختٌ فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذالک فھم شرکاء فی الثلث من بعد وصیۃ یوصیٰ بھا او دین غیر مضار۔ وصیۃ من اللہ واللہ علیمٌ حلیم۔ یعنی اگر تمہاری بیویاں فوت ہو جائیں اور وہ اولاد نہ چھوڑیں۔ تو تم کو ان کا نصف ترکہ ملیگا۔ اور اگر اولاد ہو تو چوتھا حصہ۔ ترکہ کی یہ تقسیم ادائے وصیت یا قرض کے بعد ہوگی اسی طرح تمہارے ترکہ میں تمہاری بیویوں کا حصہ ہے۔ اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ تو انہیں چوتھا حصہ ملے گا۔ اور اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ۔ مگر بہر حال یہ تقسیم قرض کے ادا کرنے یا وصیت کی تعمیل کے بعد ہوگی۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت کلالہ ہو اور وہ بھائی یا بہن چھوڑے۔ تو ان دونو میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوں۔ تو وہ ایک ثلث میں شریک ہونگے۔

ورثہ کے یہ تمام احکام سورۂ نساء میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور پھر فقہائے ان آیات قرآنیہ کی روشنی میں مسائل وراثت کو اور زیادہ بسط سے بیان کیا ہے۔ ان احکام کے رو سے بیوی اپنے صاحب اولاد خاوند کے ترکہ میں آٹھویں حصہ کی۔ اور بے اولاد کے ترکہ میں چہارم حصہ کی اور لڑکی اپنے باپ کے ترکہ میں اپنے بھائی کے حصہ کی نسبت نصف حصہ کی اور اگر بھائی نہ ہو۔ تو سارے ترکہ میں سے حالات کے اختلاف کے ساتھ دو ثلث یا نصف کی۔ ماں اپنے صاحب اولاد لڑکے کے ترکہ میں چھٹے حصہ کی۔ اور بے اولاد لڑکے کے ترکہ میں تیسرے حصہ کی حقدار قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح دوسرے ورثا کے بھی اسلام نے حصے مقرر کر دیئے ہیں۔ گو یہ امر افسوسناک ہے۔ کہ آجکل عام طور پر عورتوں کو ورثہ کے حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے مگر یہ مسلمانوں کی غفلت اور کوتاہی ہے۔ جس کا خمیازہ وہ بُری طرح بھگت رہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت کو ان احکام پر عمل کرنے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔

تقسیم ورثہ میں حکمت

تقسیم ورثہ کا اسلام نے کیوں حکم دیا ہے اس کی حکمت قبل ازیں بیان کی جاچکی ہے۔ کہ اسلام یہ نہیں چاہتا۔ کہ کسی ایک طبقہ کے پاس دولت محفوظ رہے۔ بلکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ ہر مرنے والے کی جائداد شریعت کے مطابق تمام اولاد ماں باپ بیوی خاوند یا بھائیوں اور بہنوں میں تقسیم ہو جائے۔ اسی طرح اس حکم کا ایک اور فائدہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص بہت بڑی جائداد پیدا کر کے وفات پا جائیگا۔ تو اس کی اولاد محض اس کی ترقی کے سہارے نہیں بیٹھی رہے گی۔ بلکہ چونکہ اس کے مکان اس کی زمینیں اور اس کے اموال کئی جگہ تقسیم ہو جائیں گے۔ اور سب کو تھوڑا بہت حصہ مل جائیگا۔ جو یقیناً سب کے لئے مدت العمر کے لئے کافی نہیں ہوسکیگا۔ اس لئے ان سب کو نئے سرے سے اپنے لئے محنت کرنی پڑے گی۔ اور چونکہ زمینیں بھی تقسیم ہوتی چلی جائیں گی۔ اس لئے دو تین نسلوں میں ہی وہ اتنے چھوٹے چھوٹے حصوں میں منقسم ہو جائیگی کہ ایک معمولی آدمی بھی ان میں سے ایک حصہ خرید کر اپنی آئندہ ترقی کی بنیاد اس پر رکھ سکیگا۔ غرض تقسیم جائداد کے ذریعہ کوئی نسلی دیوار کھڑی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ترقی کا میدان ہر ایک کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اور مال مختلف لوگوں کے ہاتھوں میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ جو قومی ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر اسلام یہ احکام اور اسی طرح کے دوسرے احکام مثلاً زکوٰۃ وغیرہ نہ دیتا تو لازماً تمام دنیا کی دولت ہمیشہ چند لوگوں کے ہاتھ میں رہتی۔ اور ننانوے فی صدی لوگ ترقی سے محروم رہتے۔ غرض اسلام نے تقسیم جائداد اور ورثہ کے احکام دے کر امراء و غرباء کے درمیان جو حد فاصل تھی اسے اڑا کر سب کے لئے آگے بڑھنے کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اسلام یہ نہیں چاہتا۔ کہ دنیا میں صرف چند کروڑ پتی پیدا ہو جائیں۔ جو دوسرے کی ترقی کا راستہ روک کر کھڑے ہو جائیں۔ بلکہ وہ تقسیم ورثہ کے احکام دیتا ہے۔ تاکہ مال و دولت سب میں تقسیم ہوتی رہے۔ اور امراء و غربا کا امتیاز دور ہو کر ایک ایسی سوسائٹی قائم ہو جائے جس کے افراد ایک دوسرے کے متعلق محبت اور ہمدردی و مواخات کے گہرے جذبات رکھتے ہوں۔ پس مبارک ہے اسلام جس نے یہ تعلیم دی۔ اور مبارک ہے ہمارا آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم جس نے یہ مقدس تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید۔

عدل و انصاف کے قیام کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

اور

آپ کا مقدس اُسوۂ حسنہ

محکمۂ قضاء کا قیام

اسلامی نظامِ حکومت کے مختلف شعبوں میں سے ایک اہم ترین شعبہ محکمۂ قضا ہے۔ جس کی داغ بیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس ہاتھوں سے بے مثال رنگ میں ڈالی۔ اور ایسے اصُول اور قوانین وضع فرمائے۔ جو قیامت تک قائم رہنے والے ہیں۔ اور جن پر عمل پیرا ہو کر ظالم اپنے کیفر کردار کو پہونچ سکتا۔ اور مظلوم اپنا حق حاصل کرسکتا ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے ضروری امور کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اُسوہ سے بتا دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو قیامِ عدل میں کیسا نمونہ دکھانا چاہیئے۔ یہ امر ظاہر ہے۔ کہ مقدمات میں مدعی اور اس کے گواہ اپنے مطالبہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قاضی یہ دیکھتا ہے۔ کہ ان کا مطالبہ کہاں تک ثابت ہوتا ہے۔ اگر اس کے نزدیک ثبوت موجود ہو۔ تو مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ کردیا جاتا اور دادخواہ کو اس کا حق دلوایا جاتا ہے۔ گویا مدعی اور گواہ دونوں کا یہ کام ہے۔ کہ وُہ اپنا دعوےٰ ثابت کریں۔ اور قاضی کا یہ فرض ہے کہ وُہ عدل وانصاف کی میزان میں اس کو جانچے اور جو بات قرینِ انصاف ہو۔ اس کو عمل میں لائے۔ پس چونکہ مدعی۔ گواہ اور قاضی الگ الگ فرائض انجام دیتے ہیں۔ اس لئے اسلام نے اصُولی طور پر مدعی اور گواہ دونوں کو یہ ہدایت دی ہے۔ کہ وُہ سچائی اختیار کریں۔ اور قاضی سے یہ کہا ہے۔ کہ وُہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے۔ اور جانبدارانہ رنگ اختیار نہ کرے۔

قاضیوں کو ہدایت

چنانچہ قرآن کریم قاضیوں کو یہ ہدایت دیتا ہے۔ کہ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل۔ یعنی جب تم لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو۔ تو انصاف کے ساتھ کیا کرو۔ اور قوم و مذہب کے امتیاز کے بغیر سب کو ایک نظر سے دیکھو۔

پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہُوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان حکمت فاحکم بینھم بالقسط ان اللّٰہ یحب المقسطین۔ جب تو لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کر۔ کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للّٰہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنئان قوم علٰی الّا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیرٌ بما تعملون (مائدہ ع ۲) یعنی اے ایمان والو! تم خدا کی رضا کے لئے عدل اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔ اور یاد رکھو۔ کہ تمہیں کسی دُوسری قوم کی دُشمنی خلافِ عدل طریق پر آمادہ نہ کردے۔ کیونکہ عدل ہی انسان کو تقوےٰ کے مقام کی طرف لے جاتا ہے اور تقوی اللہ ایسی چیز ہے جس کا ہر مومن کے اندر پایا جانا ضروری ہے۔

قاضیوں کے متعلق اسلام کی اصُولی ہدایت جیسا کہ ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا سے ظاہر ہے یہ ہے کہ قاضی نہایت لائق اور کام کے قابل ہونے چاہئیں۔ اس بارہ میں فقہاء نے اور بھی کئی شرائط بیان کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ قاضی ایسا شخص ہونا چاہیئے۔ جس کی پرہیزگاری۔ عقل و سمجھ۔ قرآن فہمی اور حدیث دانی وغیرہ پر لوگوں کو اعتماد ہو۔ اور وُہ شریعت کے غوامض کو سمجھنے والا ہو۔

گواہ کیسے ہوں

دُوسری طرف گواہوں کو اسلام سچائی کے ساتھ گواہی دینے کی ہدایت دیتا ہے۔ اور یہ ضروری قرار دیتا ہے۔ کہ گواہ ایسے ہونے چاہئیں جو معتبر ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واشھدوا ذوی عدل منکم۔ کہ اپنے میں سے دو عادل لوگوں کو گواہ بنالو۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جن لوگوں میں عدالت اور ثقاہت کا وصف نہ پایا جاتا ہو۔ انہیں حقِ شہادت حاصل نہیں۔ اس کی تصریح قرآن کریم کی ایک اور سے بھی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ کسی مسلمان پر زنا کی تہمت لگا کر اسے ثابت نہ کرسکیں۔ ان کی شہادت کسی مقدمہ میں قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ فرماتا ہے لا تقبلوا لھم شھادۃً ابداً۔ ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں لا تجوز شھادۃ خائنٍ ولا خائنۃ ولا زانٍ ولا زانیۃٍ۔ خائن مرد۔ اور خائنہ عورت۔ زانی مرد اور زانیہ عورت کی شہادت جائز نہیں۔ اس طرح آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کی شہادت بھی جائز نہیں۔ جو دوسرے سے دُشمنی رکھتا ہو۔ نیز آپ نے نوکر کی شہادت اُس خاندان کے حق میں جس سے وُہ تعلق رکھتا ہو تسلیم نہیں کی۔ البتہ دُوسرے لوگوں کے متعلق اسے جائز رکھا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ المسلمون عدول بعضھم علیٰ بعض الّا محدوداً فی القذف۔ یعنی تمام مسلمان شہادت دینے میں عادل ہیں۔ سوائے اس کے جسے بہتان طرازی کی وجہ سے سزا دی گئی ہو۔ اور اسی لئے فقہاء کہتے ہیں۔ کہ قاضی کو صرف گواہوں کی ظاہری ثقاہت پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ اُن کے چال چلن کے متعلق مزید تحقیق نہیں کرنی چاہیئے۔ مگر صحابہ رضؓ کے دَور کے بعد جب اسلام میں ہر قسم کے لوگ داخل ہوگئے تو اس وقت قضاۃ اسلام گواہوں کے چال چلن کے بارہ میں بھی تحقیق کرلیا کرتے تھے۔ جو ان کی احتیاط۔ اور دور اندیشی کا ثبوت تھا۔

شہادت کے بعض اصُول

شہادت کا عام اصل اسلام نے یہ مقرر کیا ہے۔ کہ شاہد عاقل، بالغ ہو۔ ثقہ ہو۔ مسلمان ہو۔ قوتِ حافظہ اچھی رکھنے والا ہو۔ اور پھر غیر متہم ہو۔ شہادت اور ثبوت مدعی سے طلب کیا جائے۔ ورنہ مدعا علیہ سے قسم لی جائے۔ بچوں اور کافروں کی شہادت کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثریت اسی طرف گئی ہے۔ کہ بچوں کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ ان میں واقعہ کے سمجھنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ ان کی تعداد دو۔ یا دو سے زیادہ ہو۔ اور ان کی شہادت میں اتفاق ہو۔ اسی طرح فقہاء نے اور بھی بعض شرائط ضروری قرار دی ہیں۔ کفار کی گواہی بھی بعض حالتوں میں درست سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان حالتِ سفر میں ہو۔ اور غریب الوطنی میں اسے موت آجائے۔ اور اس جگہ کوئی مسلمان موجود نہ ہو۔ تو وُہ اپنی وصیت پر غیر مسلم لوگوں کو گواہ بنا سکتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل منکم او اٰخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبۃ الموت یعنی جب کوئی مسلمان وفات کے قریب وصیت کرنے لگے۔ تو عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ اس وقت دو معتبر مسلمان گواہ ہونے چاہئیں۔ لیکن اگر تم سفر میں ہو۔ اور وہیں یہ حادثہ پیش آجائے تو غیروں کو بھی گواہ بنا سکتے ہو۔

قیافہ شناسوں کی شہادت

اسلام میں قیافہ شناسوں کی شہادت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ اور خود رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضؓ کے باپ زید گورے رنگ کے تھے۔ مگر وُہ خود سیاہ تھے۔ اس لئے لوگوں کو ان کے نسب میں شُبہ تھا۔ ایک دِن وُہ دونوں ایک چادر سے سر ڈھانپ کر سوئے ہُوئے تھے۔ اور دونوں کے پاؤں کھلے تھے، کہ اسی حالت میں ایک قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھ کر کہا۔ کہ یہ پاؤں ایک دُوسرے کے مشابہ ہیں۔ چونکہ اس سے لوگوں کا عام اشتباہ رفع ہو جاتا تھا اس لئے رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شہادت پر بہت خوش ہُوئے۔

اسلام میں عام طور پر اگر کسی معاملہ کے متعلق کم از کم دو مرد۔ یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں جیسا کہ واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا

رجلین فرجلٌ وامرأتان ممن ترضون من الشہداء - سے ظاہر ہے تو شہادت کا نصاب پورا ہو جاتا ہے - گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ مدعی سے حلف لے کر ایک گواہ کی شہادت پر بھی فیصلہ فرمایا ہے - لیکن بعض صورتیں ایسی بھی ہیں - جن میں اس تعداد کو بڑھا دیا گیا ہے مثلاً زنا کے اثبات کے لئے شریعت نے چار یعنی گواہوں کی تعداد مقرر کی ہے - اسی طرح اگر کوئی شخص دولت مند ہونے کے بعد دیوالیہ ہو جانے کا دعوے کرے - تو جیسا کہ مسلم کی ایک حدیث سے ظاہر ہے - اسے اثباتِ دعویٰ کے لئے کم از کم تین گواہ پیش کرنے ہونگے

گواہی چھپانے کی ممانعت

گواہوں کو اسلام یہ بھی ہدایت دیتا ہے - کہ لا یأب الشہداء اذا ما دعوا - جب انہیں شہادت کے لئے طلب کیا جائے تو وہ حاضر عدالت ہونے سے انکار نہ کریں - اسی طرح فرماتا ہے - لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ اٰثم قلبہ - تم سچی گواہی نہ چھپاؤ - جو شخص سچی گواہی چھپاتا ہے - اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - الا اخبرکم بخیر الشہداء الذی یاتی بشہادتہ قبل ان یسئلہا یعنی بہترین گواہ وہ ہے - جو شہادت طلب کرنے سے پہلے ہی اصل واقعہ کی حکام کو اطلاع دے دے ؛

جرح کا حق

اسلام نے قاضی کو جرح کا حق بھی دیا ہے اور واقعہ یہ ہے - کہ جرح سے سچائی اور جھوٹ میں بہت جلد امتیاز ہو جاتا ہے - مثلاً ایک شخص کی روپوں کی تھیلی گم ہو گئی جسے کسی دوسرے نے اٹھا لیا - اب اسلام یہ کہتا ہے - کہ وہ تھیلی اصل مالک کے حوالے کی جائے - لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کس کو دی جائے - اس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جو شخص اس تھیلی کے صحیح اوصاف بیان کر دے - اسی کے حوالے کی جائے - یہ ایک اصول ہے - جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا - اور جس کی روشنی میں قاضی کئی قسم کے سوالات کر سکتا ہے - مثلاً یہ کہ تھیلی کا رنگ کیا تھا - وہ کپڑے کی تھی - یا چمڑے کی - اور اس میں کتنے روپے تھے - غرض جرح سے بھی چونکہ حق و باطل میں امتیاز ہوتا ہے - اس لئے اسلام نے اسے بھی ضروری قرار دیا ہے ؛

قرائنِ قویّہ کی شہادت

پھر کئی دفعہ قرائنِ قویہ سے حقیقت کا علم ہوتا ہے - مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے ورغلانا چاہا - اور اُن کی قمیص پھٹ گئی - تو زلیخا کے خاندان میں سے ہی ایک شخص نے کہا - کہ اگر یوسفؑ کا کُرتہ آگے سے پھٹا ہُوا ہے - تو زلیخا سچی ہے - اور اگر کُرتہ پیچھے سے پھٹا ہُوا ہے - تو زلیخا جھوٹی اور یوسفؑ سچے ہیں - اور آخر اسی قرینہ کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو بَری سمجھا گیا -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مقدمات کے تصفیہ میں قرائن پر اعتماد کیا ہے - ایک دفعہ خیبر میں شرائطِ صلح کے مطابق یہودیوں کے مال و دولت کا بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا - لیکن ایک یہودی سے جب مال مانگا گیا - تو اس نے یہ کہکر انکار کر دیا - کہ وہ لڑائی کے مصارف میں کام آ گیا ہے - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اعتبار نہ آیا - کیونکہ مال کی مقدار زیادہ تھی - اور زمانہ خرچ کم تھا - آخر لوگوں نے شہادت دی - کہ وہ ایک کھنڈر میں گھومتا ہُوا دیکھا گیا ہے تحقیق کی گئی - تو تمام مال اسی کھنڈر سے مل گیا ؛

گواہوں کو سچ بولنے کی تلقین

یہ ذکر کیا جا چکا ہے - کہ اسلام گواہوں کو سچ بولنے کی بڑی تاکید کرتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ - اے لوگو! جب بھی تم کوئی بات کہو - بالکل سچ کہو - اگرچہ مقابلہ میں تمہارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو - پھر مومنوں کی صفت بیان فرمائی - کہ لا یشہدون الزور - وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے - اسی طرح فرماتا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور - کہ بتوں کی پلیدی اور جھوٹ سے بچو -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ جس نے جھوٹی قسم کھا کر اپنے کسی بھائی کا مال لے لیا - اُس نے اپنے اوپر دوزخ واجب کر لی کسی نے کہا - یا رسول اللہ - اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو - آپ نے فرمایا - ہاں اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو -

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا - کہ کیا میں تمہیں کبیرہ گناہ نہ بتلاؤں - صحابہ نے عرض کیا - یا رسول اللہ ضرور بتائیے - آپ نے فرمایا - اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا - اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا - اسوقت آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے - یہ کہکر اُٹھ بیٹھے - اور فرمایا - اور جھوٹ بولنا - اور جھوٹی گواہی دینا - اور اس آخری فقرہ کو آپ نے بہت دفعہ دہرایا - اور بار بار ڈرایا - کہ جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا جرم ہے غرض اسلام صداقت پر بہت زور دیتا - اور اسے ملحوظ رکھنا ہر وقت ضروری قرار دیتا ہے ؛

رشوت کی حرمت

پھر اسلام نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہُوئے عدل و انصاف میں روکاوٹ ڈالنے والے تمام اُمور کی قطعاً ممانعت کر دی ہے - مثلاً انصاف میں سب سے بڑی روک رشوت ہوتی ہے - اسلام اس سے کھلے طور پر روکتا ہے چنانچہ فرماتا ہے - لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون - کہ اپنے مال کو ناجائز طور پر نہ کھاؤ - اور اُسے حکام تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ - تاکہ لوگوں کے حقوق تم خورد بُرد کر جاؤ - حدیثوں میں آتا ہے - کہ راشی اور مرتشی دونوں پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت ڈالی ہے - فقہاء نے قاضیوں پر اور بھی کئی قسم کی پابندیاں عائد کی ہیں - مثلاً ان کے نزدیک قاضی کسی فریق کے ہاں مخصوص دعوت نہیں کھا سکتا - اسی طرح اسے اگر کوئی شخص ہدیہ بھیجے تو اسے واپس کر دینا چاہئے - اپنے اعزاء و اقارب کا ہدیہ گو وہ قبول کر سکتا ہے - لیکن جب ان کا مقدمہ اس کے پاس ہو تو ان کا ہدیہ بھی اسے قبول نہیں کرنا چاہئے ؛

غصّہ کی حالت میں فیصلہ نہ کیا جائے

پھر رشوت کے علاوہ بعض لوگ جذبات سے بھی متاثر ہو جاتے ہیں - اور اس طرح وہ انصاف تک نہیں پہونچ سکتے -

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی روکا ہے - اور فرمایا ہے کہ لا یقضی الحکم بین اثنین وھو غضبان - کہ قاضی غصّے کی حالت میں فیصلہ نہ لکھے - کیونکہ ایسی حالت میں بالکل ممکن ہے - کہ اس کی نگاہ انصاف تک نہ پہنچے -

اسی طرح کسی فریق کی آہ و زاری سے بھی قاضی کو متاثر نہیں ہونا چاہئے - اس کے ثبوت میں یہ بیان کیا جاتا ہے - کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے - عشاء کے وقت روتے ہُوئے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تھے - حالانکہ وہ خود مجرم تھے ؛

عہدۂ قضا کی ذمّہ واری

درحقیقت قاضی بننا کوئی آسان کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ واری کا کام ہوتا ہے - اور قاضی کا فرض ہوتا ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں سے یکساں سلوک کرے - اور کسی بڑے آدمی کی وجاہت کے پیشِ نظر دورانِ مقدمہ میں اس کے لئے کوئی امتیاز قائم نہ کرے - اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں - کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں - دو قسم کے قاضی تو جہنم میں جائیں گے - اور ایک جنت میں - جنت میں جانے والا قاضی وہ ہے - جس نے حق کو سمجھ کر فیصلہ کیا - مگر جس قاضی نے ظالمانہ فیصلہ کیا - یا بغیر تحقیق کئے فیصلہ صادر کر دیا - وہ دونوں سزا پائیں گے ؛

فیصلہ کو بخوشی تسلیم کرنا چاہئیے

اسلام شعبۂ قضا کے بارہ میں ایک اور ہدایت یہ دیتا ہے - کہ جب کوئی قاضی فیصلہ کر دے - تو گو وہ اپنے فیصلوں میں غلطی بھی کر سکتا ہے - مگر بہرحال لوگوں کا فرض ہے - کہ اس کے فیصلہ کو قبول کریں - اگر اپیل کی گنجائش ہو - تو حاکم اعلےٰ کے پاس اپیل کی جا سکتی ہے - اور بڑی عدالت چھوٹی عدالت کے فیصلہ کو منسوخ کر سکتی ہے - جیسا کہ سنن نسائی کتاب آداب القضاء - باب نقض الحاکم ما یحکم بہ غیرہٗ ممن ھو مثلہٗ سے ظاہر ہے - مگر کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ قاضی کے فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کرے - اور اس طرح قوم میں بے چینی پیدا کرے - اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما - کہ لوگ کبھی کامل مومن نہیں بن سکتے - جب تک اپنے اختلافی معاملات کے بارہ میں نظام کے فیصلہ کو شرح صدر سے قبول نہ کریں - اور اس کے متعلق دل میں کسی قسم کا انقباض نہ رکھیں ؛

اس آیت میں گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ مگر ایسے احکام جو نظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص نہیں۔ بلکہ قیامت تک مسلمانوں کے لئے واجب العمل ہیں۔ پس اسلام کی ہدایت یہ ہے۔ کہ قضا کے فیصلوں کو لوگ شرح صدر سے قبول کریں۔ اور نظام کا احترام کریں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ

یہ اسلام کی اس تعلیم کا ایک نہایت ہی مجمل اور نامکمل خاکہ ہے۔ جو اس نے قضاء کے بارہ میں پیش کی۔ اب اس بارہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لے گئے۔ تو چونکہ مسلمانوں کے علاوہ وہاں بت پرست اور یہود بھی تھے۔ علاوہ ازیں منافقین کا بھی ایک عنصر موجود تھا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ضروری سمجھا۔ کہ آپس میں مل کر ایک معاہدہ طے کر لیا جائے۔ منافقین چونکہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے تھے۔ گو اندرونی طور پر مخالف تھے۔ اس لئے وہ مجبور تھے۔ کہ ظاہری طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت اپنے اوپر تسلیم کریں۔ بت پرست چونکہ بہت کم تھے۔ اس لئے سیاسی طور پر وہ بھی اس بات کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر رہیں۔ صرف یہود آزاد اور خود مختار تھے۔ جن کی طرف سے نقض امن کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ نے مناسب سمجھا۔ کہ شہر کے امن اور مختلف اقوام کے باشندوں کی حفاظت کے لئے ایک معاہدہ ہو جائے۔ چنانچہ یہ معاہدہ طے پا گیا۔ اس کی کئی شرائط تھیں۔ جن میں سے ایک شرط یہ تھی۔ کہ ہر قسم کے اختلافات اور تنازعات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش ہوں گے۔ اور ہر فیصلہ خدائی حکم یعنی ہر قوم کی اپنی شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔ اس معاہدہ کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں ایک انتظامی حاکم یا بین الاقوام قاضی کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اور اہم مقدمات آپ کے سامنے پیش ہونے لگ گئے۔ جن میں آپ ہر قوم کے ضابطہ اور قانون کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے۔ کہ ۴ ہجری کے آخر میں آپ کے سامنے ایک یہودی مرد و عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس میں ان کے خلاف زنا کا الزام ثابت تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی علماء سے پوچھا۔ کہ تمہاری شریعت کا اس بارہ میں کیا فیصلہ ہے۔ انہوں نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ کہ جو شخص زنا کرے۔ ہمارے ہاں اس کی یہ سزا ہے۔ کہ اس کا مونہہ کالا کیا جائے اور سواری پر الٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا جائے۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن سلام بھی موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ۔ یہ غلط کہتے ہیں۔ تورات میں اس جرم کی سزا سنگساری لکھی ہے۔ چنانچہ تورات منگائی گئی۔ یہودیوں نے سنگساری والی آیت پر ہاتھ رکھ کر اسے چھپانا چاہا۔ مگر عبد اللہ بن سلام نے دکھا دیا۔ کہ از روئے تورات اس جرم کی سزا سنگساری ہے اور چونکہ معاہدہ یہی تھا۔ کہ ہر قوم کے مقدمات کا اس کے اپنے قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اس لئے آپ نے فیصلہ فرمایا۔ کہ یہودی شریعت کے مطابق ان دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ دونوں سنگسار کر دیئے گئے۔

بنو نضیر کے متعلق فیصلہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا یہ ایک نہایت ہی درخشاں پہلو ہے کہ آپ قضا میں مسلم اور غیر مسلم کے حقوق کو مساوی سمجھتے تھے۔ اور اگر کسی معاملہ میں مسلمان غلطی پر ہوتے۔ تو ان کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے۔ چنانچہ بنو نضیر جب مدینہ سے جلا وطن کئے گئے۔ تو بعض انصار نے ان لوگوں کو ان کے ساتھ جانے سے روکنا چاہا۔ جو تھے تو انصار کی اولاد میں سے مگر ان کی منت ماننے کے نتیجہ میں وہ یہودی ہو چکے تھے۔ اور بنو نضیر چاہتے تھے۔ کہ ان کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ چونکہ انصار کا یہ مطالبہ قرآنی ارشاد لا اکراہ فی الدین کے خلاف تھا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا۔ تو آپ نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ جو شخص یہودی ہے۔ اور جانا چاہتا ہے۔ مسلمان اسے نہیں روک سکتے۔

چوری کا واقعہ

ایک دفعہ بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنت اسد نے چوری کی۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی۔ قریش کو خوف پیدا ہوا۔ کہ آپ عام لوگوں کی طرح اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیدیں مگر ان میں یہ جرأت نہیں تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کچھ عرض کر سکیں۔ آخر انہوں نے اس غرض کے لئے اسامہ بن زید کو تجویز کیا۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اور انہوں نے سمجھا۔ کہ اگر اسامہ نے سفارش کی۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قبول فرما لیں گے۔ مگر جب اسامہ نے آپ سے ذکر کیا۔ تو حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی سفارش کو رد کر دیا۔ اور فرمایا۔ بنی اسرائیل کی عادت تھی۔ کہ جب ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا۔ تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور اگر غریب چوری کرتا۔ تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے۔ یہی وجہ ان کی ہلاکت کی ہوئی۔ مگر میں قضا کے معاملہ میں کسی کا لحاظ نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے۔ تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قضاء کے معاملہ میں بڑے اور چھوٹے میں کوئی امتیاز نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث سے یہ امر بھی مستنبط ہوتا ہے۔ کہ حکام کے پاس ایسے معاملات میں کسی کو سفارش نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص غلطی سے سفارش کر دے۔ تو قاضی کا فرض ہے۔ کہ سفارش کو رد کر دے۔ اور وہی فیصلہ کرے۔ جو اس کے نزدیک درست ہو۔

ابو العاص کی گرفتاری

جنگ بدر میں جہاں قریش کے اور سردار گرفتار ہوئے۔ وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابو العاص بھی گرفتار ہو کر آئے۔ اور تمام قیدیوں کے ساتھ انہیں بھی رکھا گیا۔ ان کے پاس فدیہ ادا کرنے کے لئے مال نہیں تھا۔ اس لئے انہیں حکم دیا گیا کہ گھر سے منگا کر دو۔ انہوں نے اپنی بیوی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کو پیغام بھیجا۔ انہوں نے بطور فدیہ ایک ہار بھجوا دیا۔ جو در اصل حضرت خدیجہ کا تھا۔ اور انہوں نے جہیز میں حضرت زینب رضی کو دیا تھا جب وہ ہار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی یاد آ گئیں۔ اور بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ آپ چاہتے۔ تو بغیر فدیہ کے بھی ابو العاص کو رہا کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے یہ معاملہ مسلمانوں کے سامنے رکھا۔ اور فرمایا۔ اگر تم پسند کرو۔ تو زینب رضی کو اس کی ماں کی یہ یادگار واپس کر دی جائے۔ سب نے خوشی سے اسے پسند کیا۔ اور اس کے بعد ابو العاص کو رہا کیا گیا

ابو جندل کی حمایت کرنے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار

حدیبیہ کے مقام پر جب مسلمانوں اور کفار کے درمیان معاہدہ ہوا۔ تو اس کی ایک شرط یہ قرار پائی۔ کہ اگر کوئی شخص مکہ سے بھاگ کر اور مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس جائے گا۔ تو وہ واپس کر دیا جائے گا۔ مگر مسلمانوں میں سے جو شخص مرتد ہو کر مکہ آئے گا۔ وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ یہ معاہدہ ابھی طے ہی ہوا تھا۔ کہ عین اسی وقت ایک مسلمان ابو جندل نامی جنہیں کفار مکہ نے قید کر رکھا تھا قید سے بھاگ کر مسلمانوں سے آ ملے۔ اس وقت ان کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں۔ اور بدن پر اتنے زخم تھے۔ کہ تمام جسم چور چور تھا۔ وہ مسلمانوں سے آ کر کہنے لگے۔ خدارا مجھے کفار کی قید سے نکالو۔ اور اپنے ساتھ لے چلو۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۱۴ سو مسلح سپاہی تھے۔ اور آپ کے ایک اشارہ پر ابو جندل کو رہائی مل سکتی تھی۔ خود مسلمان اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل کو اپنی حمایت میں لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کفار سے یہ شرط ہو چکی ہے۔ کہ مکہ والوں میں سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا۔ اسے واپس کر دیا جائے گا۔ ابو جندل نے فریاد کرتے ہوئے عرض کیا۔ کیا آپ مجھے ان ظالموں کے حوالے کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں بھی درد تھا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ ابو جندل صبر کرو۔ اور ضبط سے کام لو۔ ہم بد عہدی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری رہائی کی کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔

ایک مسلمان کو قتل کی سزا

اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک مسلمان نے کسی ذمی کو قتل کر دیا۔ جب یہ مقدمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ تو آپ نے اس مسلمان کے قتل کا حکم دیا۔ اور فرمایا انا احق من وفی بذمتہ یعنی اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار میں ہوں۔ (عنایہ شرح ہدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۵۶)

عہد کا احترام

ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں آپ کو دو آدمی ملے۔ اس وقت ایک ایک آدمی کی سخت ضرورت تھی آپ نے ان سے دریافت فرمایا۔ کہ کس طرح آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم اسلام قبول کرنے کے لئے مکہ سے آئے ہیں۔ مگر وہاں ہم یہ کہہ آئے ہیں۔ کہ ہم مسلمانوں کی مدد کے لئے نہیں جا رہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم ان سے یہ کہہ آئے ہو۔ تو ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ اس طرح وعدہ خلافی ہوگی۔

حضرت عباسؓ کی قید

جنگ بدر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی قید ہو گئے۔ مسلمانوں نے انہیں دوسرے قیدیوں کے ساتھ ہی رسیوں سے جکڑ لیا۔ اس زمانہ میں چونکہ ایسے سامان نہیں تھے۔ جن سے قیدیوں کے بھاگنے کی روک تھام کی جا سکے۔ اس لئے قیدیوں کو رسیوں سے خوب مضبوطی سے باندھ دیا جاتا تھا۔ حضرت عباس بھی جکڑ لئے گئے۔ مگر چونکہ وہ ناز و نعم میں پلے ہوئے تھے۔ اس لئے تکلیف کی تاب نہ لا کر کراہنے لگ گئے۔ ان کی آواز سنکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت تکلیف ہوئی۔ اور صحابہ نے دیکھا۔ کہ آپ کبھی ایک پہلو بدلتے ہیں۔ اور کبھی دوسرا۔ وہ سمجھ گئے۔ کہ آپ کی اس بے چینی کا باعث حضرت عباس کا کراہنا ہے اس پر انہوں نے حضرت عباس کی رسیاں ڈھیلی کر دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ کو ان کے کراہنے کی آواز نہ آئی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا کہ عباس کی آواز کیوں بند ہو گئی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی تکلیف دیکھ کر ہم نے ان کی رسیاں ڈھیلی کر دی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تو سب قیدیوں کی رسیاں ڈھیلی کر دو۔ ورنہ ان کی بھی سخت کر دو۔ گویا آپ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ میرے رشتہ دار کی رسیاں تو ڈھیلی کر دی جائیں۔ اور باقی لوگوں کی رسیاں اسی طرح مضبوطی سے بندھی رہیں۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ سب سے یکساں سلوک کرو۔

حضرت ابوبکرؓ کی ایک یہودی سے گفتگو

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک یہودی سے گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو میں یہودی نے حضرت موسے علیہ السلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت دی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آ گیا۔ اور آپ نے اس سے سختی کی۔ مگر جب یہ بات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی۔ تو آپ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا آپ کا حق نہ تھا۔ کہ اس طرح اس یہودی سے جھگڑتے۔

مرض الموت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عدل و انصاف کے قیام کا اس قدر خیال تھا۔ کہ مرض الموت میں آپ نے صحابہ سے فرمایا دیکھو میں بھی ایک انسان ہوں۔ جس طرح تم انسان ہو۔ مجھے ہمیشہ تم سے معاملات پیش آتے رہے ہیں ممکن ہے کبھی میرے ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف پہونچی ہو۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے مجھے جواب دہ ہونا پڑے۔ پس جس شخص کو میرے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہونچی ہو۔ وہ آج مجھ سے بدلہ لے لے۔ صحابہ پر ان فقرات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ رونے لگ گئے۔ ان کے وہم اور خیال میں بھی یہ نہیں آ سکتا تھا۔ کہ آپ کے ہاتھ سے کسی کو اذیت پہونچی ہو۔ مگر اسی دوران میں ایک شخص اٹھا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ ایک جنگ کے موقعہ پر صف بندی کر رہے تھے۔ کہ ایک صف کو گزر کر آپ کو آگے جانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت آپ جب صف کو چیر کر آگے گئے۔ تو آپ کی کہنی میری پیٹھ کو لگی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا لو میں بیٹھا ہوں۔ تم میری پیٹھ پر کہنی مار لو۔ صحابہ کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ ان کی تلواریں میانوں سے نکل نکل پڑتی تھیں۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ اس شخص کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ یہ سنکر وہ شخص پھر بولا اور کہنے لگا۔ جس وقت مجھے آپ کی کہنی لگی تھی۔ میرا جسم ننگا تھا۔ پس بدلہ پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ کے جسم پر سے بھی کرتہ نہ اتارا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اپنی پیٹھ پر سے کرتہ اونچا کر دیا۔ اور فرمایا لو اب کہنی مار لو۔ ہر شخص اس وقت غصہ سے بید کی طرح کانپ رہا تھا۔ مگر اس شخص کے ثبات میں کچھ فرق نہ آیا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کی پیٹھ کی طرف جھکا۔ اور اس نے آپ کی ننگی پیٹھ پر محبت سے بوسہ دیا۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ کجا بدلہ اور کجا یہ خادم۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ اب حضور کا آخری وقت قریب ہے۔ تو میں نے چاہا۔ کہ میرے ہونٹ ایک دفعہ آپ کے بابرکت جسم کو مس کر لیں۔ پس میں نے اس کہنی کے لگنے کو اپنے مقصد کے پورا کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ جس کا لگنا میرے لئے اس وقت بھی باعث فخر تھا۔ اور آج بھی میرے لئے باعث فخر ہے۔

یہ ہے وہ پاک وجود جسے خدا نے دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اور جس نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں بھی عدل و انصاف کو ملحوظ رکھا۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

"یقیناً یاد رکھو۔ کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کر لے۔ جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا۔ اور اپنے قول اور فعل سے آپؐ کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ کچھ نہیں۔ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے ؎ بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفیٰؐ

ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے۔ یہی ہے۔ کہ صرف اور صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کیجائے جو ابد الآباد کے لئے خدا نے قائم کی ہے۔ اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے جو ان لوگوں نے اپنی بدعتوں کے ذریعے قائم کی ہیں۔ ان ساری گدیوں کو دیکھ لو۔ اور عملی طور پر مشاہدہ کرو۔ کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ یا وہ؟ یہ ظلم اور شرارت کی بات ہے۔ کہ ختم نبوت سے خدا تعالیٰ کا اتنا ہی منشا قرار دیا جائے۔ کہ منہ سے ہی خاتم النبیین مانو۔ اور کرتوتیں وہی کرو۔ جو تم خود پسند کرو۔ اور اپنی ایک الگ شریعت بنا لو۔ بغدادی نماز۔ معکوس نماز وغیرہ ایجاد کی ہوئی ہے کیا قرآن شریف یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل میں بھی کہیں اس کا پتہ لگتا ہے۔ اور ایسا ہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنا۔ اس کا ثبوت بھی کہیں قرآن شریف سے ملتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت تو شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر یہ کس نے بتایا تھا۔ شرم کرو۔ کیا شریعت اسلام کی پابندی اور التزام اسی کا نام ہے۔ اب خود ہی فیصلہ کرو۔ کہ کیا ان باتوں کو مان کر اور ایسے عمل رکھ کر تم اس قابل ہو۔ کہ مجھے الزام دو۔ کہ میں نے خاتم النبیین کی مُہر کو توڑا ہے۔ اصل اور سچی بات یہی ہے۔ کہ اگر تم اپنی مساجد میں بدعات کو دخل نہ دیتے اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی نبوت پر ایمان لا کر آپؐ کے طرز عمل اور نقش قدم کو اپنا امام بنا کر چلتے۔ تو پھر میرے آنے ہی کی کیا ضرورت ہوتی۔ تمہاری ان بدعتوں اور نئی نبوتوں نے ہی خدا تعالیٰ کی غیرت کو تحریک دی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ایک شخص کو مبعوث کرے۔ جو ان جھوٹی نبوتوں کے بُت کو توڑ کر نیست و نابود کرے۔ پس اسی کام کے لئے خدا نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے"۔ (الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۲ء)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم لین دین کے متعلق

لین دین کا موضوع اپنے وسیع معانی کے اعتبار سے بہت سے تمدنی مسائل پر بھی مشتمل ہے اور چونکہ اسلام انسان کی تمدنی اقتصادی اور سیاسی ضروریات کو اس کی رُوحانی ضروریات کا ایک حصہ قرار دیتا ہے۔ اسلئے اس نے ان تمام مسائل کے متعلق نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اور ان مسائل کو جس رنگ میں حل کیا ہے۔ وُہ دُنیا کی تمام تمدنی پیچیدگیوں کا حقیقی اور قطعی حل ہے انسان چونکہ فطرتاً مدنی الطبع ہے۔ اور تمدن کی بنیاد باہمی تعاون پر منحصر ہے۔ اس لئے دین فطرۃ یعنی اسلام لین دین کے مسائل میں اس فطرتی اصل کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کا حقیقی مرجع اور مدار بھی بتاتا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل آیت میں ان دُو بنیادی اصُول کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا

وتعاونوا علی البرّ والتقوٰی و لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدہ ۱/۲)

یعنی جہاں تمہارے باہمی لین دین میں تعاون کی سپرٹ کام کر رہی ہو۔ وہاں اس جذبہ کا مقصد ایک دوسرے کی خیر خواہی اور قیامِ تقوےٰ ہو فساد اور خود غرضی اس تعاون کی بنیاد نہ ہو یہی دو اصل ہیں۔ جو آپس کے معاملات کو خوش اسلوبی کے ساتھ نباہنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اور انہی پر حقیقی اور غیر متزلزل تمدن کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ اسلام حکم دیتا ہے۔ کہ تاجر خریدار سے تعاون کرے اور خریدار تاجر سے۔ دولتمند ضرورتمند کی آڑے وقت میں امداد کرے اور ضرورتمند اپنے فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی سے کام نہ لے مزدور کارخانہ دار سے تعاون میں سرگرمی دکھائے اور کارخانہ دار اُس کی مزدوری اس عمدگی کے ساتھ ادا کرے۔ کہ وُہ یہ سمجھے۔ کہ اسکی اُجرت اُسے محنت کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مل رہی ہے۔ ملازم اور آقا کا آپس میں تعاون شہری دیہاتی سے تعاون کرے۔ اور دیہاتی شہری کی ضروریات پوری کرے۔ لیکن ان سب کا تعاون سچی ہمدردی اور دوسرے کو نقصان پہونچانے کی بجائے اس کے ترفع اور خوشحالی کے جذبہ پر مبنی ہو اور ذاتی مفاد خود غرضانہ مقاصد سے بکلی پاک ہو۔ یہ اصول لین دین کے وسیع مفہوم کے اعتبار سے ہیں۔ کیونکہ اس لفظ کا عام استعمال تجارتی کاروبار اور قرض کے لین دین پر بھی ہوتا ہے۔ اور اسلام نے قرض کے لین دین کی بنیاد خالص ہمدردی اور شکر نعمت پر رکھی ہے۔ صاحبِ حیثیت کو وُہ تلقین کرتا ہے کہ وہ ضرورتمند اور محتاج کو اپنی دولت سے حسب حیثیت استفادہ کا موقعہ دے اور اس افادہ میں کسی مادی غرض کو دخل نہ ہو۔ بلکہ ثواب اُخروی کا حصُول اور مستقبل کو محفوظ بنانا مدنظر ہو۔ اس میں کسی مادی غرض کو سامنے رکھنا اور اس کو تجارتی کاروبار کا رنگ دینا اسلام کے نزدیک نہ صرف ہر قسم کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے بلکہ وہ اُسے نہایت مجرمانہ اور امن شکن سرگرمیوں کے مرادف قرار دیتا ہے۔ ہاں وُہ قرضخواہ کو حق دیتا ہے کہ وُہ قرض میں دی ہوئی رقم کو مناسب رنگ میں محفوظ کرلے۔ مثلاً مقروض سے تحریر لے لے جس پر گواہوں کی گواہی بھی ہو۔ یا کوئی چیز بطور رہن رکھ لے جس کی حفاظت وغیرہ کے اخراجات یا مقروض ادا کرے۔ یا اُس چیز سے آمدنی پیدا کر کے وصُول کئے جائیں۔ رقم کی واپسی کے لئے وقت معین کر دیا جائے۔ غرض رقم کو محفوظ کرنے کی جتنی بھی جائز صورتیں ہوسکتی ہیں انہیں اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس میں بھی خود غرضی کی بجائے ہمدردی کے پہلو کو ترجیح ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تداینتم بدین الیٰ اجل مسمّی فاکتبوہ ... واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجلٌ وامرأتان ممن ترضون من الشھداء ... ولا تسئموا ان تکتبوہ صغیراً او کبیراً الیٰ اجلہ ذالکم اقسط عند اللہ واقوم للشھادۃ وادنیٰ الا ترتابوا ... فان امن بعضکم بعضاً فلیؤدّ الذی اوتمن امانتہ ولیتّق اللہ ربہ ... وان کان ذو عُسرۃ فنظرۃ الیٰ میسرہ۔ (بقرہ ۲۹/۲۸۳) یعنی مومنوں کو چاہیئے۔ کہ قرض کے لین دین میں تحریر کو رواج دیں۔ گواہی درج کرانے میں حسب پسند دو مردوں کو چن لیا جائے۔ اور اگر دو مرد نہ ملیں۔ تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ثبت کرائی جائے۔ قرض خواہ تھوڑا ہو۔ خواہ زیادہ اس کو ضبط تحریر میں لانے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے (ہاں اگر نیت یہ ہو۔ کہ قرض واپس مل گیا۔ تو بہتر۔ ورنہ کوئی شکایت نہ ہوگی۔ تو پھر تحریر چنداں ضروری نہیں) اور جب رقم کی حفاظت کا تسلی بخش انتظام ہو جائے۔ تو پھر مقروض جس کی ضرورت کو اُسکی تکلیف کے وقت پورا کیا گیا۔ اس پر اعتماد کیا گیا۔ اپنی ذمہ واری کو سمجھے۔ اور قرض نہایت عمدگی سے وقت کے اندر واپس کرے۔ ورنہ اگر اس نے سستی دکھائی۔ اور قرض ادا کئے بغیر دُنیا سے چل بسا۔ تو یہ اس کا بہت بڑا گناہ ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اعظم الذنوب عند اللہ ان یلقاہُ بھا عبدٌ بعد الکبائر التی نھی اللہ عنھا ان یموت رجل وعلیہ دینٌ لا یدع لہٗ قضاءً۔ یعنی گناہ کبیرہ کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے۔ کہ انسان مرنے سے پہلے نہ تو اس نے اپنا قرض ادا کیا ہو۔ اور نہ ادا کرنے کا انتظام کر گیا ہو۔ لیکن اگر مقروض واقعہ میں تنگدست ہو۔ تو پھر قرضخواہ کو مناسب مہلت دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیئے:۔

اسی طرح اسلام تجارتی کاروبار کو جہاں خدا کا فضل اور آمدنی کا نہایت پاکیزہ ذریعہ قرار دیتا ہے۔ وہاں اس کے دائمی اور مستقل فروغ کے لئے کاروباری دیانت کو ضروری شرط بتاتا ہے۔ اور تلقین کرتا ہے۔ کہ تجارتی کاروبار کا معیار اتنا بلند ہونا چاہیئے۔ کہ جہاں دوکاندار اپنی محنت کا پھل وصُول کرے۔ وہاں گاہک کو بھی خریدی ہُوئی چیز کے متعلق اطمینان ہو۔ کہ وُہ جو چیز چاہتا تھا۔ وُہ اسے مل گئی۔ اس کی قیمت مناسب اور بازار کے بھاؤ کے مطابق چارج کی جائے۔ غرض خریدار اور دوکاندار دونوں اپنی خرید و فروخت میں مطمئن ہوں۔ حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔ اَطیبُ الکسب عمل الرجل بیدہٖ وکلّ بیعٍ مبرورٍ۔ یعنی پاکیزہ ترین کمائی اپنے ہاتھ سے پیدا کی ہوئی آمدنی ہے اور ہر وُہ خرید و فروخت جس میں کھوٹ اور بددیانتی کا دخل نہ ہو ایک اور حدیث میں ہے۔ ایّاکم وکثرۃ الحلف فی البیع فانّہٗ ینفّق ثُمّ یمحق۔ یعنی تجارت میں قسم کھانے کی عادت سے بچو۔ کیونکہ اس سے تمہارا مال تو بِک جائے گا۔ لیکن اس کاروبار میں برکت مٹ جائے گی۔

پھر فرمایا۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہ[illegible] ایک اور جگہ فرمایا۔ رحم اللہ رجلاً سَمِحًا اذا باعَ واذا اشتریٰ واذا [illegible] قتضیٰ۔ یعنی وُہ آدمی خدا تعالےٰ کی رحمت کا مستحق ہے۔ جو خرید و فروخت کا معاملہ اور تقاضا کے وقت دیانتدارانہ تسامح سے کام لیتا ہے:۔

اسی طرح اسلام مہنگا بیچنے کے خیال سے تجارتی مال کو روک رکھنے اور باوجود پبلک کی شدید ضرورت کے۔ بیچنے کے لئے اُسے بازار میں نہ لانے کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:۔ من احتکر فھو خاطیءٌ۔ رواہ مسلم وفی روایۃ ابن ماجہ الجالب مرزوقٌ والمحتکر ملعونٌ۔ یعنی وقت پر چیز بیچ دینے والا اللہ کے ہاں سے رزق کھائے گا۔ اور ضرورت کے زمانہ میں کھانے پینے کی چیزیں مہنگا بیچنے کی غرض سے ذخیرہ کرنے والا خداوند تعالےٰ کی لعنت کا مستحق ہوگا:۔

بعض قسم کی تجارتیں جو بدامنی۔ یا بداخلاقی یا اور کسی ایسی خرابی کا موجب ہیں اسلام نے ان کے کاروبار سے منع فرما دیا مثلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ان اللہ ورسولہ حرّم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔ یعنی خدا تعالیٰ نے شراب۔ مُردہ۔ سؤر اور بتوں کی تجارت کو حرام قرار دے دیا ہے:۔

اسلام نے حکومتِ وقت کو یہ اختیار دیا ہے۔ کہ نرخوں اور تولوں پر کنٹرول رکھے۔ تاکہ تجارت میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔ بیع سلم یعنی قیمت پہلے ادا کر دینے اور چیز ایک معین عرصہ کے بعد حاصل کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ تاکہ جہاں تاجر کو اس چیز کے مہیا کرنے میں آسانی ہو۔ وہاں خریدار کو بھی سہولت رہے۔ اور دونوں فائدہ میں رہیں۔ اسی طرح بیع وشرا میں شرکت اور وکالت شرط اور خیار کو مناسب شرائط کے ساتھ جائز رکھا۔ تاکہ جہاں پبلک ہر قسم کی تمدنی سہولتوں سے متمتع ہوسکے۔ وہاں گڑبڑ اور بدامنی کا بھی سدباب ہوتا رہے:۔

خاکسار ملک سیف الرحمٰن

واقفِ زندگی دارالمجاہدین قادیان۔

کمالاتِ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم

ازجناب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر

وراثت کے احکام

کیا بُرے دن تھے کہ دُنیا میں نہ تھا حسنِ عمل
اُس کی تقدیر پہ چھایا ہوُا تھا دورِ زحل

نہ امانت کی حفاظت تھی۔ نہ خوفِ انصاف
نظر آتا تھا زمانہ کی دیانت میں خلل

تھی وراثت کی یہ گت عیسوی آئین کے سبب
مال و جاداد کا حقدار تھا ابنِ اول

اور بیٹوں کو وصیت میں لکھا کچھ تو بلا
پیٹ پکڑے ہوُئے وُہ گھر سے جاتے تھے نکل

کیا قیامت تھی کہ کل تک تھے امیروں کے پسر
باپ کے مرتے ہی حالت میں ہوُا رد و بدل

یا غریبوں میں رہیں بن کے غریبوں کی طرح
جھونپڑوں میں رہیں دیکھیں نہ کبھی خواب محل

یا کریں ڈاکہ زنی سرقہ و مکر و حیلہ
تا نہ ہو فاقہ کشی ان سے کبھی دست و بغل

مل گئی نوکری کوئی تو گزر ہونے لگی۔
نہ پڑا طرزِ تمدن میں ذرا کوئی خلل

لڑکیاں وُہ جنہیں تقدیر سے شوہر نہ ملے
خادمائیں بنیں عیاشوں کی یا زیب بغل

الغرض ورثہ نے ڈالی تھی تباہی ایسی
خاندانِ امرا ہوتے رہے مستاصل

مشرکوں میں تھی اُتھا ہی سے وراثت بدتر
گود لیتے تھے کسی غیر کو ہوتے جو ہبل

ورنہ پھر سبیاں بن جاتی تھیں وارث انکی
لطف آزادی کھلا دیتا تھا ہر دل کے کنول

بیٹا وارث ہوا تو بیبیاں محروم رہیں
بہو کے زورِ حکومت نے مچادی ہلچل

انہیں آئینِ وراثت سے تھی دُنیا دوزخ
آتشِ عصیاں نے ہر گھر کو بنایا منقل

نورِ دل کثرتِ عصیاں سے ہوُا زیرِ نقاب
پردہ کش ہوتا ہے مہتاب پہ جیسے بادل

رحمتِ حق ہوئی مائل کہ ہوُا اصلاحِ بشر
ہُوئے مبعوث محمدؐ پئے اصلاحِ ملل

ایک امیؐ نے معارف کے خزانے کھولے
جن سے علاّمہ بنے وُہ جو تھے پہلے اجہل

اس کے قانونِ وراثت نے بنایا اعلےٰ
ان کو جو ورثہ سے بن جاتے تھے پہلے اسفل

باپ ماں بیٹیاں بیٹے سبھی وارث ٹھہرے
اتنا سب پاتے کہ محنت سے بنیں اہلِ دول

یہ وُہ تقسیم تھی جس میں نہ تھا سستی کا گزر
محنت و عقل سے بڑھ جاتے تھے وہ سب یہ کہل

محنت و عقل و دیانت ہوں امانت ہوں بہم
چشم تاجر کے لئے بنتے ہیں یہ سب مکحل (درہم کی سلائی)

یہ وُہ جوہر ہیں کہ ہر فن کو چمکا دیتے ہیں
یہ نہ ہوں تو کبھی ملتا ہی نہیں حسنِ عمل

اُس نے قانونِ وراثت وُہ دیا دُنیا کو
جو مشرح ہے بہت اور نہایت اکمل

نظم اس شرحِ مفصّل کی نہیں ہے حامل
اس میں جو ذِکر وراثت کا ہے بیشک ہے اقل

گوہر اک مطلعِ ثانی بھی سجا کر پڑھئے
ان قوافی میں اگرچہ ہیں بظاہر اشکل

حصُولِ علم

اَے رسُولِ عربی نابغِ دُنیائے مِلَل
منعکس ہے تری ہستی میں ہر اک حسنِ ازل

انبیا میں تھا جو انوارِ الٰہی کا ظہُور
تجھ میں مجمُوعہ ہے ان سب کا بنوعِ اکمل

زیب دیتا ہے کہیں تجھکو اگر بحرِ علوم
تیرے دریاؤں نے سیراب کئے دشت و جبل

وُہ عرب جن کو نہ تھی علم سے نسبت کوئی
جہل کے چھائے ہوئے جب تھے گھرے بادل

علم کی نہریں بہیں ریگِ رواں سے اس کے
تیری بعثت نے کیا آکے عجب ردِّ عمل

تو نے توحید کی وُہ شان دکھائی آکر
ہوگئے ہوش و حواسِ حکما بھی مختل

جس سے معلوم ہوُا قربِ الٰہی تیرا
آکے آخر میں بھی تو ہوگیا سب سے اول

قابَ قوسین سے ظاہر ہوُا رُتبہ تیرا
دیکھ سکتی نہیں بیشک تجھے چشمِ احول

کُفر اور شرک ہُوئے محو ترے آنے سے
سرنگوں ہوگئے دُنیا کے وُہ سب لات و ہبل

تونے آدابِ معیشت کے سکھائے آداب
مستفیض علم سے تیرے ہُوئے دُنیا کے نبل

غیب اصفا تو فقط نبیوں کو دیتا ہے خدا
یہ بتا کر کہ ہے بیکار جفر اور رمل

مٹ گئی ساری نجومی کی قیاس آرائی
دِلِ انساں سے مٹا زورِ وساوس کا خلل

نُورِ ایقان سے سینوں میں جلائیں بھر دیں
زنگ خوردہ دِلوں میں ہوگئی گویا صیقل

حسنِ ظاہر پہ چمکنے لگا رنگ تقوےٰ
نقرئی جلد پہ جیسے ہو طلائی جدول

علم نے تیرے وُہ دُنیا کو سکون بخشا ہے
جیسے زندانی کو مل جائے لباسِ مخمل

طلبِ علم جو کی فرض ہر اک مومن پہ
جہل مغلوب ہوُا۔ جانتے ہے سب کس بل

عِلم جو سالوں میں کرتا تھا زمانہ حاصل
امیوں نے اسے حاصل کیا یکدم یک پل

ہوگئی کایا پلٹ سارے عرب کی یکدم
چمنِ علم ہوُا جہل کا سارا جنگل

اس ترقی نے وُہ اعراب کو بخشا تھا شرف
کہ مٹانے تھے وُہ جنگل میں بھی بیٹھے منگل

قرطبہ سے لئے یورپ نے علوُمِ ظاہر
ظلمتِ جہل مٹاتی تھی عرب کی مشعل

پہنچا اسلام جہاں علم کی نہریں نکلیں
جس طرح چشمے پہاڑوں میں سے آتے ہیں نکل

ان کی صناعیوں کی دھوم زمانہ میں ہوئی
بیتِ حمرا کی وُہ شان اور وُہ زہرہ کا محل

آجتک جن کی نظیریں نہ نظر آئیں کہیں
چشمِ افلاک نے دیکھی نہ کبھی ان کی مثل

وسعتِ علم ہوُئی وسعتِ اسلامی سے
بچھ گیا عِلم کی دُنیا پہ عرب کا ڈنگل

حسنِ تعمیر کے شاہد ہیں یہ ہند و انگلینڈ
دیکھ لو تاج محل اور برائٹن کا محل

راستی کی تھی یہ تعلیم کہ دیکھی نہ سُنی
تلخیِ صدق میں قرآن نے ملایا تھا عسل

یعنی جو بات کہو سچ ہو کریمانہ ہو
دِل کسی کا نہ دُکھے آئے نہ عزت میں خلل

سچ کہو خواہ تمہیں جان ہی دینا پڑ جائے
کذب ہے رجز بتاں سے ہوں بری قول و عمل

لین دین ایسا ہو جو صاف ہو مستحکم ہو
ان میں داخل کسی صُورت سے نہ ہوں مکر و دجل

وعدہ ایفا کرو۔ لو قرض کسی سے جو کبھی
بے شہادت ہو جو تحریر وُہ ہے سب مہمل

ہو شہادت بھی تو دو مردوں کی ہو کم از کم
مرد ہو ایک تو دو عورتیں ہوں اس کا بدل

ہو جو تحریر تو ہو صاف۔ موثق موزوں
وُہ صراحت ہو کہ مطلب نہ ہو کوئی مجمل

مدعی کا تمہیں دعوے نہ ہو تسلیم اگر
لاؤ شاہد۔ نہ ہوں شاہد تو حلف پر ہو عمل

چلئے تعلیمِ محمدؐ پہ جو دُنیا گوہر
مسکنِ خلق زمیں ہو نہ ہو خونی مقتل

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

سچ اور راست گوئی کے متعلق

راست بازی اور راست گفتاری ایسی صداقتیں ہیں۔ جو ابتدا سے اللہ تعالےٰ نے انسانوں کے لئے ضروری قرار دی ہیں۔ کوئی نبی اور مرسل دُنیا میں ایسا نہیں گزرا جس نے اپنے پیروؤں کو سچ بولنے کی تلقین نہ کی ہو۔ اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں۔ جس میں جھوٹ کو ترک کرنے اور سچ اختیار کرنے کی تعلیم نہ دی گئی ہو اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جھوٹ ایک ایسی نجاست ہے جس سے انسان کی فطرت گھن کھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر شخص خواہ وُہ مذہب سے کس قدر ہی دُور کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ دہریہ تک بھی جھوٹ کو پسند نہیں کرتے۔ اور ایسے شخص سے جس کا مرتکب جھوٹ ثابت ہو جائے نفرت کی جاتی ہے۔ اور اس کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ بات اس امر کی دلیل ہے کہ انسان طبعاً راست گفتاری کو پسند کرتا ہے۔ اور جب تک کوئی خوف اس کو اس راہ سے ہٹا نہ دے۔ یا کوئی غرض نفسانی مجبور نہ کرے۔ اس وقت تک وُہ جھوٹ نہیں بولتا۔ لیکن جب تک انسان ان نفسانی اغراض کو ہیچ نہ سمجھ لے۔ جو راست گوئی سے روک دیتی ہیں۔ اس وقت تک حقیقی طور پر راست گو نہیں بن سکتا۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہا۔ کہ تم جھوٹ مت بولو۔ اور ہمیشہ سچ اختیار کرو۔ بلکہ تمام ایسے مواقع سے جہاں ایک کمزور طبیعت ڈگمگا جاتی ہے اور سچ کو چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ بچنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ بخاری میں آتا ہے:۔

ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا۔ یا رسُول اللہ آپ قرضداری سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیونکہ انّ الرجل اذا غرم حدث فکذب واذا وعد فاخلف۔ کہ جب آدمی قرضدار ہو جاتا ہے۔ تو جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے اور وعدہ کرتا ہے۔ تو اُسے پورا نہیں کرتا گویا قرض سے بچنا اس لئے بھی ضروری قرار دیا۔ کہ اس میں پھنس کر انسان جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے:۔

پھر جھوٹ کی قرآن مجید میں کثرت سے مذمت کی گئی ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس سے بچنے کی بے حد تاکید فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ کہ بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ گویا جھوٹ بھی ایک بُت ہے۔ جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین کا مورد بن جاتا ہے۔ یعنی اس پر خدا تعالےٰ کی لعنت پڑتی ہے اور ایسا شخص خدا تعالےٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا:۔

جھوٹ کبیرہ گناہ ہے

رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ کے متعلق فرمایا۔ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اور یہ ایسا ہی حرام اور پلید ہے۔ جیسا کہ شرک۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ فرماتے ہیں رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز فرمایا۔ الا انبئکم باکبر الکبائر کہ کیا مَیں تم کو سب سے بڑے گناہ بتاؤں ہم نے عرض کیا۔ جی ہاں یا رسُول اللہ۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت آپ تکیہ لگائے ہُوئے تھے۔ اتنا کہہ کر آپ بیٹھ گئے اور فرمایا۔ جھوٹ بولنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ پھر اس آخری فقرہ کو اتنی دفعہ دوہرایا۔ کہ ہم نے دل میں کہا۔ کہ حضور کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں:۔

جھوٹ بولنا ہر حالت میں منع ہے

اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ خواہ کیسے ہی حالات درپیش ہوں۔ راست بازی کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کونوا قوّامین بالقسط شھداء للہ ولو علےٰ انفسکم اوالوالدین والاقربین۔ چاہیئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا تعالےٰ کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو۔ اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان ہی پہونچے۔ یا اس سے تمہارے ماں باپ۔ یا قریبی رشتہ داروں کو نقصان کیوں نہ اُٹھانا پڑے۔ اور سچے مومنوں کی صفت یہ بیان فرمائی۔ الصابرین والصادقین کہ وُہ ہر مصیبت کے وقت ثابت قدمی دکھاتے ہیں۔ اور خواہ کیسے ہی حالات پیش آئیں سچ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے:۔

ترکِ کذب کا نتیجہ

اللہ تعالےٰ نے جھوٹ کو سب بدیوں کی جڑ قرار دیتے ہُوئے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص جھوٹ ترک کر دیتا ہے۔ اور سچائی اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے تمام اعمال خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی بدیاں دب جاتی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یا ایّھا الّذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم۔ کہ اے مومنو! اللہ کا تقوےٰ اختیار کرو۔ اور سچی اور پختہ بات کہو۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال درست کر دے گا۔ اور تمہاری بدیوں کو دبا دے گا۔ حدیث میں آتا ہے۔ ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر عرض کیا۔ یا رسُول اللہ۔ میں قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوں۔ مگر میں سب کو یک لخت نہیں چھوڑ سکتا۔ میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا۔ تم صرف ایک بدی چھوڑ دو۔ وہ یہ کہ عہد کرو۔ تم آئندہ جھوٹ نہ بولو گے۔ وُہ شخص بہت خوش ہُوا۔ اور عہد کیا۔ کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ کچھ دِنوں کے بعد جب اُسے چوری کرنے کا خیال آیا۔ تو اس نے سوچا۔ کہ اگر میں پکڑا گیا۔ اور سچ بولا۔ تو سزا پاؤں گا۔ اور اگر جھوٹ کہا۔ تو عہد شکنی ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ میں چوری نہ کروں اس طرح ہر بدی کرنے کے وقت اس کو یہی خیال آجاتا۔ حتیٰ کہ اس نے تمام بدیاں ترک کر دیں۔ پس سچ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اگر انسان اس پر پختگی سے قائم ہو جائے۔ تو ضرور اس کے اعمال میں اصلاح ہو جاتی ہے:۔

جھوٹ بولنے والوں سے نفرت

جھوٹ کو روکنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ تم جھوٹ بولنے والوں سے بیزاری اختیار کرو۔ اور ایسے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھو۔ تاکہ ان کو احساس ہو۔ اور ان کو جھوٹ کے ترک کرنے کا وعظ سناتے رہو۔ چنانچہ فرمایا۔ سچے مرد اور سچی عورتیں وُہ ہیں۔ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ لا یشھدون الزور۔ کہ جو دوسروں کو بھی ہر حالت میں سچ اختیار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ اور جھوٹوں کی مجلس میں بیٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کے لئے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ جو سمّٰعون للکذب اکّٰلون للسحت ہوں:۔

غرض اسلام نے نہ صرف لوگوں کو جھوٹ بولنے سے منع کیا ہے۔ بلکہ ان کو جھوٹی باتیں سُننے سے اور جھوٹ بولنے والوں کی مجلس میں بیٹھنے سے بھی روکا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ کونوا مع الصادقین۔ تم ہمیشہ راست باز انسانوں کے پاس بیٹھا کرو:۔

کاروبار میں راست گوئی

پھر عام طور پر لوگ اپنے کاروبار میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ جھوٹی قسمیں کھا کر ناقص مال فروخت کرتے ہیں۔ اور اسی میں کامیابی کا راز سمجھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی روکا۔ چنانچہ فرمایا۔ انّ الّذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم ثمناً قلیلاً اولئک لا خلاق لھم فی الاخرۃ۔ کہ وُہ لوگ جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اموال کماتے ہیں۔ انہیں آخرت کی نعماء میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

ترمذی میں آتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جھوٹی قسمیں کھانے سے بے شک تاجر کا مال تو فروخت ہو جاتا ہے مگر اس کے مال سے برکت اُٹھ جاتی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیّین والصدّیقین والشّھداء کہ سچّا اور ایمان دار تاجر جنت میں نبیوں۔ صدیقوں اور شہدا کے ساتھ رکھا جائیگا۔

ہمیشہ کھری کھری کہو

بعض وقت انسان لحاظ میں آجاتا ہے۔

اور کسی کی بڑائی کی وجہ سے یا کسی عزیز کی رشتہ داری کے خیال سے حق بات کے اظہار سے گریز کرتا ہے۔ اور خواہ مخواہ غلط بات کی تائید کر دیتا ہے۔ اس سے بھی اسلام نے روکا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ۔ کہ اے لوگو! جب بھی تم کہو۔ عدل کی بات کہو۔ خواہ وہ بات تمہارے کسی رشتہ دار کے ہی خلاف ہو۔ اسی طرح ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ سیکون بعدی امراءُ فمن دخل علیھم فصدقھم بکذبھم واعانھم علیٰ ظلمھم فلیس منی ولست منہ ولیس بوارد علی الحوض ومن لم یدخل علیھم ولم یعنھم علیٰ ظلمھم ولم یصدقھم بکذبھم فھو منّی وانا منہ وھو واردٌ علی الحوض (ترمذی) یعنی میرے بعد بعض اُمراء ہوں گے۔ جو کوئی ان کے پاس جائے گا۔ اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا۔ اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہوگا۔ اور نہ وہ حوض کوثر پر لایا جائے گا۔ لیکن وہ جس نے ان کی ہم نشینی سے اجتناب کیا۔ ان کے ظلم میں ان کی مدد نہ کی۔ اور ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کی۔ وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ اور وہ میرے حوض پر آنے والا ہے۔

بچہ سے خلافِ واقعہ بات نہ کہو

رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ سے بچنے کے لئے کس قدر تاکید فرمائی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے اپنی امت کو جھُوٹ کی باریک در باریک شقوں سے بھی سختی کے ساتھ منع فرمایا اور جھُوٹ کے سب دروازوں کو بند کر دیا ہے مثلاً آپؐ نے فرمایا۔ کہ بچّہ سے کوئی خلاف واقعہ بات نہ کہو۔ عام طور پر لوگ بچہ کو بہلانے کے لئے اُسے کوئی چیز دینے کا وعدہ کر دیتے ہیں۔ جس کو بعد میں وہ پُورا نہیں کرتے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے بھی لوگوں کو منع فرمایا۔ تاکہ بچّہ کو جھُوٹ بولنے کی عادت نہ پڑے۔ چنانچہ عبداللہ رضؓ بن عامر کہتے ہیں۔ کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میری والدہ نے مجھے آواز دی اور کہا۔ آؤ میں تجھے کچھ دُوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا۔ کیا واقعی تم عبداللہ کو کچھ دوگی یا صرف بہلانے کیلئے یہ کہہ رہی ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اسے کھجور دونگی۔ آپ نے فرمایا۔ اما انک لو لم تعطہ شیئاً کتبت علیک کذبۃ۔ اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا۔

بغیر دلی یقین کے کسی بات کو درست نہ کہو

پھر قرآن مجید یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ محض کسی کو خوش کرنے کیلئے کسی بات کو درست نہ کہو (خواہ وہ نفس الامر میں کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو) جب تک کہ تمہارا اپنا نفس اس کی حقانیت کا قائل نہ ہو جائے۔ قرآن مجید ایسے شخص کو منافق اور جھوٹ بولنے والا قرار دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ۔ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقون لکاذبون جب منافق تیرے پاس آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اللہ اس بات کو خوب جانتا ہے۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ مگر خدا یہ گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ ایسا کہنے میں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں جسکو انکا دل درست نہیں مانتا۔

سنی سنائی بات بیان کرنیکی ممانعت

اسی طرح سُنی سنائی بات کو لے اڑنے اور بغیر تحقیق کے دوسروں کے پاس بیان کرنے سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، حضرت ابوھریرہ رضؓ سے روائت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کیلئے اتنی ہی بات کافی ہے۔ کہ انسان جو بات سنے اس کو بغیر تحقیق کے بیان کرتا پھرے (مسلم)

مذاق کے رنگ میں بھی جھوٹ نہ بولو

بعض دفعہ انسان صرف اس لئے جھوٹ بات بیان کرتا ہے کہ سننے والے اس سے خوش ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی روکا۔ اور فرمایا ہے ویلٌ لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ (ترمذی مشکوٰۃ) یعنی وہ شخص جو اسلئے جھوٹ بول دیتا ہے۔ کہ لوگ ہنس پڑیں اُس پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ پر لوگوں کو قائم کرنے اور جھوٹ سے باز رکھنے کے متعلق ایسی کامل تعلیم دی ہے، کہ جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔

(عبدالکریم شرما قادیان)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا عالمگیر مشن

اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو من جُملہ دیگر فضائل کے ایک بہت بڑی فضیلت یہ عطا فرمائی۔ کہ آپؐ کو تمام دُنیا کی ہدایت و رہبری کے لئے مبعُوث فرمایا۔ آپؐ سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے گئے۔ انہیں یہ خصُوصیت اور فضیلت حاصل نہ تھی بلکہ ان کی بعثت ایک محدُود طبقہ۔ اور ایک خاص علاقہ کے لئے مخصُوص ہوتی تھی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فضیلت عطا کی گئی۔ کہ آپؐ کو تمام دُنیا کی طرف مبعُوث فرمایا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ تبارک الذی نزّل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا۔ (الفرقان ۱) اللہ کی ذات بہت ہی برکتوں والی ہے جس نے اپنے بندے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام دُنیا کی ہدایت کے لئے مبعُوث فرمایا۔

رسُول مقبُول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اپنی خصُوصیات کا شمار کرتے ہُوئے بیان فرمایا ہے۔ کان النبیّ یبعث الیٰ قومہٖ خاصّۃً وبعثت الی النّاس عامّۃً (بخاری جلد اول کتاب التیمم) کہ مجھ سے پہلے ہر ایک نبی اپنی مخصُوص قوم کی طرف آتا تھا۔ اور اس کا مشن ایک معیّن دائرہ تک محدُود ہوتا تھا۔ لیکن مجھے اللہ تعالےٰ نے یہ خصُوصیت عطا فرمائی ہے۔ کہ میری بعثت تمام اہلِ جہان کے لئے ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس خصُوصیت پر جب غور کیا جائے۔ تو اس سے آپؐ کی عظیم الشان شخصیت۔ اور عظمت عیاں ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کو بعثت عامہ کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کی صفات سے متصف کیا گیا۔ اور تمام کمالات اور اخلاق عالیہ کا آپ کو حامل بنایا گیا۔ آپؐ کو عالمگیر کتاب دی گئی۔ جس کی تعلیم تمام لوگوں کے لئے قابلِ عمل ہے۔ اور یہ ایک ایسی جامع اور مانع تعلیم ہے۔ جس پر ناقابلِ عمل ہونے کا کوئی شخص الزام عائد نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر ایک مُلک اور ہر ایک زمانے کے لیئے یکساں طور پر مفید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اپنی مقدس زندگی تمام لوگوں کے لئے ایک کامل نمونہ ہے۔ جوان ہو۔ یا بوڑھا۔ غریب ہو۔ یا امیر۔ حاکم ہو۔ یا رعایا۔ یتیم ہو۔ یا مظلوم۔ بچّہ ہو یا بوڑھا تمام لوگوں کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ایک کامل نمُونہ ہے۔ کیونکہ آپؐ کی زندگی مختلف حالات میں سے گزری ہے۔ اور اِن تمام حالات میں وُہ ایک کامیاب زندگی ثابت ہُوئی ہے۔ کِسی موقعہ پر آپؐ نے اخلاقِ عالیہ کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ ہر حالت میں دُوسروں کے لئے ایک نمونہ قائم کیا ہے غربت میں۔ مظلومیت میں۔ ناداری میں اور مالدار ہونے کی حالت میں۔ رعیت ہونے کی حالت میں۔ اور حاکم بننے کی حالت میں غرض سب حالات میں ایسے اعلےٰ۔ اور عُمدہ اخلاق کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ دیکھنے والے عش عش کر اُٹھے۔ اور اشد ترین مخالف کو بھی کبھی گرفت اور نکتہ چینی کا موقعہ نہیں ملا۔ اور یہ سب باتیں منشائے ایزدی کے ماتحت وقوع پذیر ہُوئیں کیونکہ آپؐ کا مشن عالمگیر تھا۔ تمام دُنیا کی ہدایت کے منصب پر آپؐ کو مامور کیا گیا تھا۔ اور اس بلند مقام کے لئے ضروری تھا۔ کہ آپ کی ذات تمام اخلاق اور کمالات سے مزیّن ہوتی۔ اور تمام لوگوں کے لئے ایک کامل نمونہ بنتی۔

آپؐ کی عالمگیر بعثت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی زندگی میں ہی عرب اور عجم کو پیغام حق سُنا دیا۔ غریبوں اور امیروں۔ رعایا اور حاکموں سب تک بے دھڑک ربانی پیغام پہونچا کر انہیں اس بات کی نصیحت کی۔ کہ تم خدا تعالےٰ کے قائم کردہ مذہب کو قبُول کر لو۔ تا تمہیں دونوں

جہانوں میں سلامتی اور سرخروئی حاصل ہو۔ چنانچہ احادیث اور تواریخ سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی سنہ ۶ ہجری میں۔ قیصر روم۔ مقوقس شاہِ مصر۔ حبش کے بادشاہ نجاشی۔ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز۔ یمامہ کے رؤسا۔ اور شام کے حاکم کے نام تبلیغی خطوط لکھے۔ جن میں صاف اور واضح الفاظ میں انہیں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے کہا۔ کہ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْقِبْط۔ کہ اے بادشاہ آپ اسلام اختیار کرلیں۔ اس میں سلامتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس ذریعہ سے دُہرا اجر عطا کرے گا۔ لیکن اگر آپ اس سے انحراف کرتے ہیں۔ تو آپ پر آپ کی رعایا کا گناہ بھی ہوگا*

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی ہی میں اپنے عالمگیر مشن کی بُنیاد کو قائم کر دیا۔ اور عرب ہوں۔ یا عجم تمام لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور اس طرح اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیا۔ کہ آپؐ کی بعثت پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک محدود اور معیّن طبقہ کی طرف نہیں۔ بلکہ آپؐ کا پیغام ساری دُنیا۔ اور سارے ممالک کے لئے ہے۔ اور قیامت تک کے لئے ہے*

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ*

خاکسار۔ ملک محمد عبد اللہ۔ قادیان

فتح واقبال کی جگہ ذلت وادبار نے لے لی۔ تمام بڑی بڑی سلطنتیں اور حکومتیں یکے بعد دیگرے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ ان کے دلوں سے ایمان اسطرح پرواز کر گیا جیطرح کبوتر اپنے گھونسلے سے پرواز کر جاتا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالےٰ نے آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے مبعوث ہو کر مسلمانوں کی توجہ اس امر کی طرف مبذول فرمائی۔ کہ اگر وہ پھر دوبارہ اسلام کی اس شان وشوکت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور دنیا میں پھر سرخرو بننا چاہتے ہیں۔ تو دینی علوم حاصل کریں۔ اور خدمت دین ہی کو اپنا بہت بڑا فرض سمجھیں*

خاکسار سید اعجاز احمد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ۔

اعلان تعطیل

۲۶ ماہ امان آخری جمعرات کی تعطیل کی وجہ سے "الفضل" کا پرچہ جس پر ۲۸ ماہ امان کی تاریخ ہوگی۔ شائع نہ ہوگا۔ قارئین کرام و ایجنٹ مطلع رہیں*

مینجر الفضل قادیان

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے ماتحت مسلمانوں کی علمی ترقی

خدا تعالےٰ کے انبیاء اس کے کامل مظہر ہوتے ہیں۔ اور ان کی زندگی دنیا کیلئے بطور نمونہ ہوتی ہے یہی نہیں کہ وہ الہام الٰہی سے مشرف ہو کر دنیا میں ضوفشانی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ علم حقیقی بن کر دنیا کے لئے علوم کا ایک بیش بہا خزانہ لاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک نسل انسان کیلئے سراپا رحمت ثابت ہؤا۔ کیونکہ آپؐ دنیا میں وہ علوم لے کر تشریف لائے جو دنیا میں جوہر انسانیت کے نشوونما اور اس کی مخفی در مخفی قوتوں کے ارتقاء کیلئے لازمی تھے معلم الکتاب والحکمۃ کا منصب صرف آپ ہی کو دیا گیا۔ اور قرآن کریم ایسی بے نظیر اور بے مثال کتاب آپ پر نازل ہوئی۔

حصول علم کے متعلق خدا تعالیٰ کی وحی جو قرآن کریم میں درج ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو احادیث میں موجود ہیں۔ ان میں ہر مسلم مرد وعورت کو علم حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور ساری عمر اس کے درپے رہنا ضروری قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے دل ودماغ ایسے روشن ہوگئے۔ کہ جس ملک میں بھی وہ پہنچے علم دین کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم وفنون کی روشنی سے بھی اسے منور کر دیا۔ غرض تھوڑے ہی عرصہ میں ان لوگوں نے جنہیں علم سے مس تک نہ تھی مسلمان ہونے کے بعد عرب کو بیدار کر دیا۔ عجم کو زندہ کر دیا۔ اندلس کو مرغزار بنایا۔ اور بغداد میں علم وحکمت کا دریا بہا دیا۔ یہ سب کچھ اس مقدس امی نبی کی روحانی کشش اور برکت کا نتیجہ تھا۔

اور یہ آپ کی صداقت کا بہت بڑا ثبوت ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

پس اسلام اپنے عروج کے زمانہ میں تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کا ایک عظیم الشان آماجگاہ تھا۔ ایک اسلامی ملک سب سے بڑا دار الصنائع اس کے دار العلوم سب سے زیادہ جائیگاہ علم اور اس کے افراد سب سے زیادہ دلدادگان معارف عشاق علوم سمجھے جایا کرتے تھے۔

جن علوم میں مسلمانوں نے ترقی کی اور انہیں کمال تک پہنچایا۔ ان میں سے بڑے بڑے علوم یہ ہیں۔ مسلمان قرون اوسطےٰ میں علوم مروجہ سائنس۔ منطق استقرار۔ نظریہ ارتقاء۔ تاریخ جغرافیہ علم ریاضیات۔ علم ہیئت اور نجوم۔ علم مناظرہ۔ علم طب۔ علم الکیمیا۔ میکنکس گھڑی کی ایجاد۔ آلۂ کتب نما۔ صنعت کاغذ سازی۔ مختلف علوم وفنون کے تراجم وغیرہ۔ ان علوم میں مسلمان نہ صرف ہم عصر اقوام سے آگے تھے بلکہ ان کے موجد ومعلم تھے۔

مگر مثل مشہور "ہر کمالے را زوال" کے ماتحت آخر مسلمان ساری دنیا میں اپنی شوکت وصولت کا ڈنکا بجانے کے بعد انقلاب زمانہ کی نذر ہوگئے۔

ضروری گذارش

"الفضل" مؤرخہ ۱۸-۱۹ مارچ میں ان احباب کی فہرست شائع ہوئی ہے جن کا چندہ الفضل ختم ہوچکا ہے۔ یا ۲۰ اپریل تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ تمام احباب سے مؤدبانہ التماس ہے کہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر چندہ ادا فرمایا جائے۔ یا بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیا جائے۔ جن اصحاب کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوگا۔ ان کی خدمت میں ۸ اپریل کو وی۔ پی ارسال کر دیئے جائیں گے* خاکسار مینجر الفضل

دادیم ترا زگنج مقصود نشاں۔ جائیکہ نرسیدیم تو شاید برسی

کیا! آپ ولی بننا چاہتے ہیں؟

اگر آپ ولی بننا چاہتے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیے!

(۱) **کلید ترجمہ قرآن مجید**:۔ جس کے پہلے حصہ میں ایک سو ساٹھ ۱۶۰ صفحوں پر قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے عام فہم طریقے۔ عربی صرف نحو کے آسان قاعدے۔ امتحانی مشقیں اور سوالات درج ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں تین سو چالیس ۳۴۰ صفحات تک قرآن مجید کے تیس ۳۰ پاروں۔ ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتوں کے پانچ سو چالیس ۵۴۰ رکوعوں کی رکوع وار لغات۔ یعنے دس ہزار ۱۰۰۰۰ سے زائد الفاظ کے ایک ایک دو دو تین تین معنے درج ہیں۔ آپ اور آپ کے بیوی بچے اس کتاب کے ذریعہ بلا مدد استاد چند ماہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ سکتے ہیں۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ مجلد پارچہ سنہری دو روپے (۲) **اسلامی اخلاق یا اسوۂ حسنہ**:۔ مؤلفہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب سلمہ جس میں اسلامی اخلاق کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو ۵۰۰ حدیثوں کا سلیس اردو ترجمہ درج ہے۔ یہ کتاب مدرسہ احمدیہ وہائی سکول کے نصاب میں شامل ہے۔ حجم دو سو صفحے۔ قیمت چھ آنہ۔ (۳) **فقہ احمدیہ** مؤلفہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ یہ کتاب انیس ۱۹ سال ہوئے چھپ کر نایاب ہوچکی تھی۔ باوجود کاغذ کی شدید گرانی اور نایابی کے بڑی کوشش سے چھپوائی گئی ہے۔ یہ کتاب مدرسہ احمدیہ اور نصرت ہائی سکول کے نصاب میں داخل ہے قیمت صرف ۸/ (۴) **گلدستہ تعلیم الدین** مجلد سنہری حجم چھ سو صفحات قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ۔ یہ کتاب اسلامی علوم کا چھوٹا سا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جسمیں دو سو صفحوں پر قرآن کریم کے ترجمہ کے ۱۵ اسبق ایک سو صفحوں پر حدیث شریف کا ترجمہ مع تشریح اور باون صفحات پر دُرِّ ثمین فارسی کا ترجمہ اور ۴۳ صفحوں پر فتاویٰ احمدیہ اور سوا دو سو صفحات پر چودہ علمی تبلیغی اور مذہبی وتاریخی مضامین اور ۱۵ طبی مجرب المجرب نسخے درج ہیں (۵) **مسلم نوجوانوں کے سنہری کارنامے**:۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب اطفال احمدیہ کے امتحانات میں شامل ہے۔ قیمت ۸/

المشتہر حکیم محمد عبد اللطیف شہید منشی فاضل ادیب فاضل تاجر کتب احمدیہ بازار قادیان

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حصولِ علم کے متعلق

علم اللہ تعالےٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل اور اس کے نوروں میں سے ایک نور ہے ہر قسم کے دنیوی اموال و متاع خرچ کرنے سے ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن علم وہ خزانہ ہے۔ جو خرچ کرنے سے نہ صرف یہ کہ کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ علم وہ پیمانہ ہے جس میں معرفت الٰہی کی شراب بٹتی ہے۔ پس جس کے پاس یہ پیمانہ نہیں عرفان الٰہی سے محروم اور بے نصیب رہ جاتا ہے۔ اور عرفان الٰہی کا دوسرا نام خدا تعالیٰ کا کامل خوف اور اسکی کامل محبت ہے۔ جو انسان کو گناہ کی زندگی سے نجات دیکر اسے اسکے محبوب حقیقی سے ملاتی ہے۔ اور یہی انسانی زندگی کا اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ اب علم کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ علم حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپکو مخاطب کرکے فرمایا کہ ربّ زدنی علما۔ یعنی اے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔ ہاں اسی انمول خزانہ کو حاصل کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

۱۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ۔ یعنی دیگر فرائض کی طرح علم حاصل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

۲۔ من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی اور خیر خواہی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں تفقہ اور سمجھ عطا کرتا ہے۔ اور میں علم تقسیم کرنیوالا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی علم عطا فرماتا ہے۔

۳۔ لاحسد الا فی اثنتین رجل اٰتاہ اللہ مالاً فسلطہ علیٰ ھلکتہ فی الحق ورجل اٰتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا ویعلمھا۔ حسد کہتے ہیں کسی شخص کی نعمت کے متعلق یہ خواہش کرنا کہ اس سے چھین کر مجھے دیدی جائے۔ مگر ایسی خواہش کرنا اسلام میں قطعاً جائز نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اگر حسد کرنا جائز ہوتا تو دو آدمی حسد کئے جانے کے قابل ہیں۔ ایک وہ جسکو اللہ تعالیٰ مال دے اور اسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق دے۔ دوسرا وہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو حکمت اور دانائی سکھائی۔ پھر وہ اسکے ساتھ لوگوں میں فیصلہ کرے اور لوگوں کو سکھلائے۔

۴۔ فرمایا۔ اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلٰثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ۔ کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے ایک تو وہ کہ صدقہ جاریہ کے طور پر کچھ چھوڑ جائے دوسرے ایسا علم اپنے پیچھے چھوڑے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک اولاد جو اسکے لئے دعا کرے۔

۵۔ فرمایا۔ من سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سھل اللہ لہ بہ طریقاً الی الجنۃ وما اجتمع قوم فی بیتٍ من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ و یتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ و حفتھم الملٰئکۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ ومن بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔ کہ جو شخص حصول علم کیلئے سفر اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کی طرف راستہ آسان کردیگا اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہوں ایکدوسرے کو پڑھاتے ہوں مگر ان پر سکینت اور طمانیت اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے انکو شیطان سے بچانے کیلئے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ذکر اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ کے پاس کرتا ہے۔ اور جس شخص کو اس کے عملوں میں کوتاہیوں نے پیچھے کردیا ہو۔ اس کا حسب نسب اسے آگے نہیں کرسکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض صحابہ نے ایک ایک حدیث کی خاطر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کئی کئی سو میل کا سفر اختیار کیا۔ چنانچہ کثیر بن قیس رض کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں ابودرداء رض کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اور ابودرداء رض سے کہنے لگا میں مدینہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث سننے کیلئے آیا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے یہاں اور کوئی کام نہیں۔ ابودرداء رض نے فرمایا۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا آپنے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنیکے لئے کوئی سفر اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کیطرف راستہ آسان کردیگا اور فرشتے اسکے سر پر پروں کا سایہ کرینگے۔ اور ایک بانی عالم کیلئے ہر چیز جو زمینوں اور آسمانوں میں ہے اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہتی ہے حتّٰی کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی۔ اور ایک عالم عابد کو بے علم عابد پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی کہ چودھویں کے چاند کو ستاروں پر۔ اور یہ کہ ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درھماً و انما ورثوا العلم ومن اخذہ اخذ بحظ وافر۔ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء کا اصل ورثہ علم ہوتا ہے۔ نہ کہ درہم و دینار۔ اور جس نے یہ ورثہ پایا اس نے بہت کچھ پایا۔

۷۔ ابی امامہ باہلی رض نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر اور اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اور زمین و آسمان کی ہر ایک چیز عالم باعمل پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے درود بھیجتی ہے۔ حتّٰی کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں پانی میں

۸۔ حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے۔ کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق میں دو باتیں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ ایک تو اچھے اخلاق اور اچھی سیرت دوسرے دین میں تفقہ اور سمجھ۔ اور حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ طالب علم جب حصولِ علم کیلئے نکلے اور جبتک واپس نہ آئے۔ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں سمجھا جائے گا۔

۹۔ حسن بصری مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اسلئے علم حاصل کرتے ہوئے کہ اسکے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے مرجائے۔ اس شخص کے درمیان اور نبیوں کے درمیان جنّت میں ایک ہی درجہ ہے اسی طرح حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا گیا جن میں سے ایک فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا تھا اور لوگوں میں درس دیتا تھا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر نماز پڑھتا تھا کہ ان میں کون افضل تھا۔ فرمایا۔ وہ جو فرض نماز پڑھ کر بیٹھ جاتا اور لوگوں میں درس دیتا۔ اسکی فضیلت دوسرے پر ایسی ہی ہے جیسی کہ مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ آدمی پر۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گذرے اور فرمایا کام تو دونوں اچھے کررہے ہیں۔ لیکن ایک مجلس والے دوسری سے افضل ہیں۔ فرمایا یہ جو دعا مانگ رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے مراد مانگ رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دیدے یا نہ دے۔ لیکن یہ جو جاہلوں کو علم سکھا رہے ہیں وہ افضل ہیں کیونکہ یہ میرا فرض ادا کررہے ہیں اسلئے کہ میں معلم بناکر بھیجا گیا ہوں پھر آپ انہی میں بیٹھ گئے جو لوگوں کو علم سکھا رہے تھے۔

۱۱۔ ابن عباس رض سے روایت ہے کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات بھر میں ایک گھڑی علم پڑھنا اور پڑھانا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

ان روایات سے یہ بات واضح ہے کہ ایک عالم اور معلم کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدر و منزلت ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسقدر اس بات کا شغف تھا کہ اپنی امت کو علم ایسی گراں بہا اور لازوال نعمت سے مالا مال کریں۔ اب میں حضور علیہ السلام کی آخری وصیت حصول علم کے متعلق قارئین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وعلموہ الناس وتعلموا الفرائض وعلموہ الناس تعلموا القراٰن وعلموہ الناس فانی امرء مقبوض والعلم سینقبض ویظھر الفتن حتّٰی یختلف اثنان فی فریضۃ لا یجدان احداً یفصل بینھما۔ حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور مسائل وراثت اور اسلام کے فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں تو وفات پانیوالا ہوں اور یہ علم جو میرے ذریعہ بھیجا جاتا ہے منقبض ہو جائیگا اور فتنے ظاہر ہو جائینگے یہانتک کہ کسی فریضہ میں دو جھگڑنیوالے کسی کو نہیں پائینگے کہ انکے درمیان فیصلہ کرے پس مبارک ہیں وہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیمتی نصائح پر عمل کرکے علم جیسے قیمتی اور انمول خزانے کو حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ بجز اسکے نہ انسان معرفت الٰہی حاصل کرسکتا ہے اور نہ گناہ کی زندگی سے حقیقی طور پر نجات پاکر ابدی زندگی کا مستحق ہوسکتا ہے۔

رضینا قسمۃ الجبار فینا ۔ لنا علم وللجھال مالٌ
فانّ المال یفنی عن قریب ۔ وانّ العلم لیس لہ زوال

ہم اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر خوش ہیں جو اسنے ہمارے لئے کی کہ ہمیں علم بخشا اور جاہلوں کو مال کیونکہ مال تو فنا ہو جائیگا لیکن علم کو کبھی زوال نہیں۔ (خاکسار محمد احمد

دواخانہ خدمتِ خلق کی اکسیریں اور تریاق

دواخانہ خدمت خلق میں نہایت محنت اور دیانت داری سے ہر قسم کی ادویہ تیار ہوتی ہیں۔ جن میں سے بعض دواخانہ کی اپنی تیار کردہ ہیں بعض سابق مشہور اطباء کے نسخے ہیں اور بعض حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نسخے ہیں دواخانہ خدمت خلق میں ہر قسم کے مفردات اعلیٰ سے اعلیٰ اور خالص فروخت کیلئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اور ایسی نادر ادویہ ملتی ہیں جو اور کسی جگہ قادیان تو کیا پنجاب بھر میں نہیں مل سکتیں۔ بلکہ بعض ادویہ دہلی تک سے نہیں مل سکتیں ہمارے دواخانہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ہر نسخہ تیار کیا جاتا ہے۔ آپ جو نسخہ پسند کریں تیار کر کے دے سکتے ہیں ذیل میں چند اکسیریں اور تریاق دواخانہ کے تیار کردہ لکھے جاتے ہیں۔

شباکن

ملیریا کی بے نظیر دوا ہے اس نے کونین کی ضرورت سے مستغنی کر دیا ہے۔ کونین کھانے سے جو نقص پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً سر میں چکر آنے لگتے تھے طبیعت گھٹ جاتی تھی۔ ان میں سے کوئی نقص اس میں نہیں۔ آرام سے بخار اتر جاتا ہے۔ تلی جگر اور معدہ کیلئے مفید ہے۔ قیمت یکصد قرص ایک روپیہ۔

تریاق کبیر

تریاق کبیر اسم بامسمیٰ تریاق ہے، کھانسی نزلہ درد سر، پیٹ درد ہیضہ۔ بچھو اور سانپ کاٹے بس ذرا سا لگانے اور ذرا سا کھانے سے فوری اثر دکھاتا ہے۔ ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے، اسے کیا خریدا۔ گویا کہ تنخواہ دار ڈاکٹر گھر میں رکھ لیا اس کے بعد خاص خاص بیماریوں میں ڈاکٹر کے مشورہ کی ضرورت نہیں آئیگی قیمت بڑی شیشی [illegible] درمیانی شیشی [illegible] چھوٹی شیشی ۸ ر

اکسیر نزلہ

پرانے نزلہ کیلئے بے نظیر دوا ہے۔ کسقدر پرانا نزلہ ہو جڑھ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ جن لوگوں کو بار بار نزلہ ہوتا ہے یہ علامت دماغی اور سینہ کی کمزوری کی ہے اور اس کا فوری علاج چاہیئے۔ اکسیر نزلہ استعمال کر کے دیکھیں دوسرے بیسیوں علاجوں سے زیادہ مفید پڑیگا قیمت فی شیشی [illegible]

اکسیر شباب

جوانی میں جن لوگوں کو بڑھاپے کی سی کمزوری شروع ہو جاتی ہے اور گویا بہار سے پہلے ہی خزاں کا موسم آ جاتا ہے ان کیلئے یہ دوا اکسیر ہے۔ اس کے برابر مقوی دوا اور کوئی نہیں مل سکتی۔ تفصیلات میں جانا مشکل ہے جن کی عمر بڑی ہو۔ ان کو ساتھ حبوب جوانی استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت تیس خوراک پانچ روپے

حبوب جوانی

جس طرح اکسیر شباب اعصابی کمزوریوں کے لئے ایک اکسیر دوا ہے۔ حبوب جوانی مادہ حیوانیہ کے کم ہو جانے کا بے نظیر علاج ہے۔ جن بیماروں کو دونوں قسم کی کمزوری ہو انہیں اکسیر شباب اور حبوب جوانی دونوں کا استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت پچاس گولیاں تین روپے (للعہ ر)

معجون مقوی

سرد جسم کو گرم کرنے والی۔ خون کا دوران تیز کرنے والی۔ کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لانے والی۔ صرف کمزور دل اور بوڑھوں کو استعمال کرنی چاہیئے۔ قیمت چار تولہ ایک روپیہ

زدجام عشق

مشہور نسخہ ہے اس کی تعریف میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسقدر لکھنا کافی ہے۔ کہ ہم نے خالص ادویہ سے تیار کیا ہے۔ اور قیمتی ادویہ پوری مقدار میں ڈالی ہیں قیمت درجہ اول ساٹھ گولیاں چھ روپے۔ درجہ دوم ساٹھ گولیاں [illegible] روپے

حب مروارید عنبری

دل و دماغ کی طاقت کی بے نظیر دوا ہے سینکڑوں سال کا مجرب نسخہ بطرز جدید ہم نے تیار کیا ہے یہ ایسی مجرب دوا ہے کہ سینکڑوں طبیب اس کی خوبی کے معترف رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا معمول تھا قیمت ۸۰ گولیاں چار روپے

حب جند

ہسٹیریا کا واحد علاج ہے۔ اعصابی کمزوری مالیخولیا۔ دماغ کی تھکن۔ سر چکرانے وغیرہ کی بے نظیر دوائی ہے آزمودہ ہے دور دور تک یہ دوا جاتی ہے اور اپنی تعریف کرواتی ہے قیمت یکصد گولیاں پندرہ روپے

اکسیر جنین

یہ دوا اکسیر ہے حاملہ عورتوں کو جن کے بچے گر جاتے ہوں یا مر جاتے ہوں۔ اس کا استعمال درد بھری تکلیف سے محفوظ رکھتا ہے۔ ایام حمل میں اٹھرا کے لئے بھی یہ معجون اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور اٹھرا کی گولیوں کا اثر بھی اچھا ہوتا ہے۔ کہ ساتھ اس کا استعمال کرایا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اسقاط اور اٹھرا کی شکار عورتوں کو یہ دوا استعمال کرواتے تھے۔ قیمت فی تولہ چار روپے

ہمدرد نسواں

یہ اٹھرا کی مرض کی گولیاں ہیں ایام حمل اور بعد ماں کو کھلانی چاہئیں۔ اور بچہ کو بھی دینی چاہئیں۔ اٹھرا کا بے خطا علاج ہے۔ بشرطیکہ اکسیر جنین کا استعمال ساتھ ہو۔ قیمت فی تولہ [illegible]

معجون کہربا

جن عورتوں کو خون کی کثرت ہو۔ ان کے لئے نہایت کارآمد دوا ہے۔ قیمت فی تولہ ۶ ر

معجون فوفل

سیلان الرحم کی تکلیف سے بچانے والی بے نظیر دوا ہے۔ قیمت چار تولہ ایک روپیہ

حب لبسماک

غضب کی مفید دوا ہے۔ خشک کھانسی کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔ کہ حیرت آتی ہے۔ جن لوگوں کو دمہ نما کھانسی ہو۔ ان کو اس کا استعمال بہت مفید پڑیگا۔ قیمت سو گولیاں [illegible]

حب کیسباب

کیسباب جسم کو گرمی پہنچانے والی اور کمزوروں کو طاقت دینے والی بے نظیر دوا ہے جو لوگ خون کا دباؤ کم ہو جانے کی وجہ سے چارپائی پر پڑ جاتے ہیں ان کیلئے بے نظیر دوا ہے قیمت یکصد گولیاں [illegible]

سرمہ ممیرا خاص

اس سرمہ کی تعریف کی ضرورت نہیں۔ یہ سرمہ بستا عمر میں مشہور ہو چکا ہے، کثرت سے لوگ منگواتے ہیں اور جو ایک دفعہ منگوا لیں پھر کسی اور سرمہ کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ آنکھوں کی تمام بیماریاں۔ کمزوری۔ پانی آنے ککروں اور پڑبال وغیرہ سب کیلئے نہایت مفید ہے قیمت فی تولہ [illegible] چھ ماشے [illegible] تین ماشہ ۱۰ ر

سفوف جند

جن عورتوں کو ماہواری درست طور پر نہ آتی ہوں ان کا بے نظیر علاج ہے قیمت فی تولہ ۸ ر

سفوف ذیابطیس

ذیابطیس جیسی خطرناک بیماری کیلئے ہم نے بے نظیر دوا تیار کی ہے۔ اس میں اس مرض کے تمام اسباب کو مد نظر رکھا گیا ہے اور ہم نے ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو اس مرض کا موجب ہوتی ہیں۔ قیمت پندرہ خوراک ۱۲ ر

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق قادیان

"الفضل" کا خطبہ نمبر صرف ڈیڑھ روپے میں!
مستحق اصحاب فوری توجہ فرمائیں!

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخیر بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ الفضل کے خطبہ نمبر کے ایک سو پرچوں کی قیمت میں سے ایک روپیہ فی پرچہ کے حساب سے کل رقم اپنی گرہ سے ادا فرمائیں گے بشرطیکہ اسقدر مستحق اصحاب بقیہ ڈیڑھ روپیہ خود ادا کریں۔ پس ہم اس اعلان کے ذریعہ غریب اور مستحق احمدی اصحاب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور ڈیڑھ روپیہ پیشگی ارسال کر کے "الفضل" کا خطبہ نمبر ایک سال کیلئے اپنے نام جاری کرائیں یہ رعایت صرف نئے اور مستحق خریداروں کو دی جائیگی رقم اور درخواستیں بنام منیجر "الفضل" قادیان ارسال کی جائیں۔

مجلس شوریٰ پر آنے والے احباب توجہ فرمادیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کا کام نہایت ضروری اور اہم امر ہے۔ حضور کی حقائق اور معارف سے لبریز کتب کا موجودہ زمانہ میں اور خاصکر حالات موجودہ کے پیش نظر بلا توقف ہر ایک ملک میں پھیل جانا نہایت ضروری ہے۔ اسلئے ہر ایک جماعت کو چاہیئے۔ کہ اول وہ ہر ایک احمدی گھرانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی لائبریری قائم کروائیں۔ دوم ہر انجمن جماعتی طور پر سلسلہ کی کتب کی ایک لائبریری قائم کرے۔ سوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام اور علماء سلسلہ کی کتب کو خرید کر ملک کے اپنے علاوہ دیگر ممالک میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ جن کے پاس پہلے کتب موجود ہوں۔ وہ اپنی اپنی لائبریریوں کا جائزہ لے کر آویں کہ کون کونسی کتاب کم ہے تاکہ وہ اپنی لائبریریوں کو مکمل کر سکیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو پڑھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

نوٹ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتب کا سٹ صرف پچیس روپے میں بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان سے طلب کریں۔

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

آپ کی فیسرین کریم میں نے ایک عزیز کو منگا کر دی تھی جنکا چہرہ مہاسوں (کیلوں) کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا چیچک نکلی ہوئی ہے اور اس قسم کے ہٹیل مہاسے تھے۔ کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا۔ مہاسوں کے انجکشن بھی کروا چکی تھیں۔ مگر میں خوشی سے اب یہ لکھنے کے قابل ہوں کہ خدا کے فضل سے فیسرین کریم نے یہ اثر دکھایا ہے کہ انکا چہرہ مہاسوں سے پاک ہے اور داغ بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔ بلکہ رنگ بھی پیشتر سے نکھر آیا ہے اور اب بھی وہ اس خوف سے کہ دوبارہ پھنسیوں کا دورہ نہ ہو جائے اسے برابر استعمال کئے جاتی ہیں اور آپ کی وہ ممنون ہیں۔

فیسرین کریم بلاشبہ کیلوں چھائیوں اور بدنما داغوں الغرض چہرے اور جلد کی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے خوبصورت بناتی ہے خوشبودار ہے، قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار ہر جگہ بکتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹس اور مشہور دوا فروشوں سے خریدیں۔

وی۔ پی منگوانے کا پتہ:۔ فیسرین فارمیسی ملکسر پنجاب

میمیو ۲۴ مارچ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ محاذ سٹانگ میں ٹونگو کے جنوب میں شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ کل جاپانی فوجوں نے چینی فوجوں پر زبر دست حملہ کیا۔ مگر انہیں روک دیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ٹونگو کے علاقہ میں دشمن سیامی اور غدار برمی سپاہیوں کو استعمال کر رہا ہے۔ ٹونگو پر جاپانی قبضہ کا دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔ چینی ہیڈ کوارٹر کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ امریکی ہوائی جہازوں نے سیام میں چینگ مئی کے جاپانی ہوائی اڈہ پر شدید بمباری کی۔ اور بہت سے جاپانی طیاروں کو زمین پر ہی تباہ کر دیا۔

نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ سر سٹیفورڈ کرپس نے کل وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد میں شام کے وقت سر آرچیبالڈ ویول کمانڈر انچیف۔ سر مورس گائر چیف جسٹس فیڈرل کورٹ اور مدراس۔ بمبئی اور بنگال کے گورنروں سے ملاقاتیں کیں۔ ۲۴ مارچ سے آپ ہندوستانی لیڈروں سے ملاقاتیں شروع کر دیں گے۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ آج ہاؤس آف کامنز میں سر جان اینڈرسن نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ پر غیر ملکی حملہ کے مقابلہ میں کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ جن میں اس بات پر غور ہوگا کہ ایسی حالت میں سول اور فوجی افسران ایک دوسرے کی کیا۔ اور کیسے امداد کر سکتے ہیں۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ لنڈن کے سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ عنقریب روسی وزیر خارجہ ایم مولوٹوف لنڈن آ رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تمام اتحادی ممالک کی ایک اہم کانفرنس ہونے والی ہے جس میں نہ صرف جنگ کے سلسلہ میں مسائل بلکہ مابعد جنگ کی ازسر نو تعمیر کے متعلق مسائل پر بھی تبادلہ خیالات ہوگا۔

واشنگٹن ۲۴ مارچ محکمہ بحر نے اعلان کیا ہے۔ کہ ایک امریکن آبدوز نے تین جاپانی جہاز غرق کر دیئے ہیں۔ اور دو کو مجروح کیا ہے۔ جاپانیوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ان کا ایک تباہ کن یا آبدوزوں پر حملہ کرنے والا جہاز غالباً غرق کر دیا گیا ہے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

اوٹاوہ ۲۴ مارچ۔ ایک بل جس کے ماتحت برطانیہ کو دس کھرب ڈالر کا جنگی سامان مہیا کیا جائے گا۔ اس وقت کمیٹی کے زیر غور ہے۔ اس کی دوسری خواندگی ہو چکی ہے۔

نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ حکومت ہند نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ حتی الوسع ریلوے ٹرانسپورٹ پر بہت زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے۔ نیز جہاں کوئلہ سے کام چل سکے وہاں بجلی استعمال نہ کی جائے۔ اس لئے کہ بار برداری کے لئے گاڑیوں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

چٹاگانگ ۲۴ مارچ کیانگ پو۔ اور اکیاب سے قریباً پانچ ہزار پناہ گزین یہاں پہونچے۔ اور چٹاگانگ اراکان روڈ کے رستہ ہر روز دو ہزار اشخاص پہونچ رہے ہیں۔ پناہ گزینوں کو اپنے گھروں کے لئے ٹکٹ اور سفر خرچ دیا جا رہا ہے۔

دمشق ۲۴ مارچ۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مقبوضہ فرانس میں مقیم ایک فوجی عدالت نے ۳۶ فرانسیسیوں کو موت کی سزا دی۔ انہوں نے دمشق حکومت کا حلف وفاداری لینے سے انکار کر دیا تھا۔

لنڈن ۲۳ مارچ آج جنوب مشرقی انگلستان پر جرمن بمباروں نے بمباری کی۔ اس کے نتیجہ میں متعدد اشخاص ہلاک اور زخمی ہوئے۔ طیارہ شکن توپوں نے بمباری کر کے دشمن کے طیاروں کو منتشر کر دیا۔

نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ سر سٹیفورڈ کرپس ہندوستان کے سیاسی ڈیڈ لاک کو ختم کرنے کے لئے اپنے ہمراہ تجاویز کا جو خاکہ لائے ہیں۔ وہ بے حد دوررس نوعیت کے پانچ نکات پر مشتمل ہے۔ یہ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اس اعلان میں ایک عارضی انتظامی مشین اور جنگ کے خاتمہ کے بعد دو سال کے اندر اندر ہوم رول کا خاکہ بھی ہے۔ جو تمام پارٹیوں کے نزدیک قابل قبول ہوگا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ہندوستان کو "ہوم رول" کے لئے اپنا دستور آپ تیار کرنے کا حق بھی حاصل ہوگا۔

واشنگٹن ۲۴ مارچ۔ امریکہ کے کارخانہ داروں کی انجمن کے صدر مسٹر والٹر فلر نے یہ بتایا ہے کہ امریکہ کی طرف سے برطانیہ اور دیگر اتحادی ممالک کو گذشتہ سال کے اندر ایک کھرب ڈالر کی قیمت کا سامان بہم پہنچایا گیا ہے۔ صرف برطانیہ کو پانچ سو ہوائی جہاز ماہوار پہنچائے جاتے رہے ہیں۔ اس سال ساڑھے چھ سو ہوائی جہاز ماہوار پہنچائے جائیں گے۔

پشاور ۲۴ مارچ۔ مقامی اے۔ آر۔ پی حکام تمام شہر اور چھاؤنی کے ارد گرد خندقیں کھود رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں اور سول دفاتر کے انچارج افسروں سے بھی خندقیں کھدوانے کی درخواست کی گئی ہے۔

لاہور ۲۴ مارچ۔ وزارت پرواز کی طرف سے فلائنگ آفیسر سردار من موہن سنگھ آف راولپنڈی کی والدہ کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سردار منموہن سنگھ ۳ مارچ کو دشمن کی کارروائی سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی ہواباز تھے۔ آپ کو گذشتہ دسمبر میں مشرق بعید میں بھیجا گیا تھا۔

کراچی ۲۴ مارچ۔ سندھ گورنمنٹ نے کراچی چھاؤنی اور میونسپل حدود کے سوا سارے صوبہ میں گندم کے ذخیروں کو گورنمنٹ کے حوالے کر دینے کا حکم دیا ہے۔ بنکوں اور ایسوسی ایشنوں کو بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ گندم۔ بنولے۔ چاول۔ باجرہ۔ جو اور کوئلہ کے ذخیروں کی ہفتہ وار رپورٹ پیش کیا کریں۔

نئی دہلی ۲۴ مارچ۔ ہندوستان کے نائب امیر البحر نے آج ایک پریس کانفرنس میں کہا۔ کہ ہندوستان کے سمندری بیڑے میں ایک ہزار فیصدی توسیع کی جا رہی ہے۔ اس وقت ہندوستانی بیڑے میں بالکل نئی قسم کے حفاظتی جہاز۔ دو جدید قسم کے جہاز۔ ۴۳ آبدوز کشتیوں کا مقابلہ کرنے والے جہاز۔ اور سرنگوں کو صاف کرنے والے اور دو مچھلیاں پکڑنے والے جہاز شامل ہیں۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ ایک اعلان مظہر ہے کہ کنیڈا سے مزید فوجیں سلامتی سے انگلستان پہونچ گئی ہیں۔

واشنگٹن ۲۴ مارچ۔ ۲۵ جاپانی طیاروں نے کاریگڈور اور بٹان پر حملے کئے۔ توپ خانوں میں بھی اچھی خاصی جھڑپیں ہوئیں۔

میکسیکو ۲۴ مارچ میکسیکو کے بحری بیڑے نے خلیج میکسیکو میں دشمن کا ایک جہاز گرفتار کر لیا ہے۔ جو محوریوں کے لئے خدمات سر انجام دے رہا تھا۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ ماسکو کی ایک اطلاع ہے۔ کہ روسیوں نے لینن گراڈ کے علاقہ میں بعض مزید کامیابیاں حاصل کی ہیں دو روز کے اندر اندر روسیوں نے ... جرمن افسروں اور سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور تیس جرمن "بلاک ہاؤسز" پر قبضہ کر لیا۔ سمولنسک میں روسیوں نے دو اہم فوجی مراکز پر قبضہ کر لیا۔ اور دشمن کے ٹینکوں کے سارے حملوں کو پسپا کر دیا۔ سٹارایا روسا میں گھری ہوئی فوجوں کی امداد کے لئے جو رسد بردار طیارے آتے ہیں۔ روسی فوجیں ان کو راستہ میں ہی برباد کر دیتی ہیں۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ جرمن زخمی سپاہی جو فرانس میں لائے گئے ہیں۔ انہوں نے روس کے میدان جنگ کے متعلق کہا۔ کہ دنیا میں اگر جہنم کا نمونہ دیکھنا ہو۔ تو روس جا کر دیکھو۔ اس قسم کی خبروں کی وجہ سے ایک کافی تعداد میں جرمن سپاہیوں نے روس جانے سے انکار دیا۔ جنہیں گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔

لنڈن ۲۴ مارچ۔ اخبار "ریڈ سٹار" کا بیان ہے۔ کہ محاذ روس پر روسی فضائی طاقت کو جرمن فضائیہ طاقت پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جرمن طیاروں کی بیشتر تعداد بحیرہ روم کی طرف بھیجی جا چکی ہے۔

لنڈن ۲۴ مارچ آج میجر اٹیلی وزیر مستعمرات نے اپنی ایک تقریر میں اس امر کا اظہار کیا۔ کہ برطانیہ کی حالت گذشتہ دو برس کی نسبت اچھی ہے جب سے جاپان لڑائی میں شریک ہوا ہے دشمن کو اپنی ساری طاقت میدان جنگ میں لانا پڑی ہے اور یہی امر اس کی تباہی کا موجب ہوگا۔ امریکہ کے پاس بہت بڑی طاقت ہے مگر اسکو استعمال کے قابل

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

اظہارِ حقیقت

احباب میرا اشتہار "دل کا اظہار" اخبار الفضل مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۴۲ء میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اِس مضمون میں آپ کی توجہ قادیان کی برکات متعلقہ طبّ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں

کون نہیں جانتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بادشاہِ رُوحانیت ہونیکے علاوہ طبّ معروفہ میں بھی صاحبِ کمال تھے۔ حضور کے والد ماجد بھی تمام علاقہ میں ایک اعلیٰ طبیب کی حیثیت سے مشہور و معروف تھے۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کے زمانہ میں قادیان کو طبّی لحاظ سے بھی وہ شہرت حاصل ہوئی کہ نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے لوگ آتے اور حضور کے دستِ فیض گستر سے بہرہ یاب ہوتے۔ ہم نے حضور کے زمانہ میں بھی وہ وہ قیمتی ادویہ دیکھیں کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ اس زمانہ سے لیکر اب تک طبّ قادیان میں ترقی کے راستہ پر گامزن رہی ہے۔ چنانچہ طبّ کے ہر شعبہ کے مختلف دواخانے کھل چکے ہیں۔ یونانی علاج یہاں ہو رہا ہے۔ ویدک ادویہ کی یہاں کمی نہیں۔ وَید۔ حکیم۔ ڈاکٹر۔ ایلوپیتھی۔ اور ہومیوپیتھی کے دواخانے یہاں موجود ہیں۔ دندان سازی اور آنکھ کے علاج کے ماہرین یہاں نظر آتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے دواسازوں سے لیکر حکیم کمپونڈر ڈریسر۔ جرّاح۔ اسسٹنٹ سرجن۔ سول سرجن۔ ماہر ایکس رے۔ بیٹھا کوجسٹ۔ بکٹیریالوجسٹ وغیرہ وغیرہ سب موجود ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی پنساری کی دکان سے لیکر بڑے بڑے پنسار پائے جاتے ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ یہاں خدا کے فضل سے بیمار اتنے نہیں جتنے معالج ہیں۔ گرد و نواح کے لوگ معالجوں سے مقامی لوگوں کی نسبت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایک دن محترمی مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مَیں قادیان میں طب کی دکانیں گننے بیٹھے تو دیکھا کہ تعداد ۵۵ تک پہنچ گئی۔ لیکن ہم کو پھر بھی یہ احساس رہا کہ شائد ابھی کوئی نظر سے اوجھل رہ گئی ہو گی۔ ان دواخانوں میں ہر قسم کی تازہ بتازہ ادویہ پائی جاتی ہیں۔ رہی سہی کسر طبّیہ عجائب گھر نے پوری کر دی ہے۔ میرے خیال میں شاید ہی کوئی دوائی ایسی ہو گی، جو قادیان میں نہ ملتی ہو۔ اب ادویہ کے لئے پنجاب۔ دہلی یا بنگال کے علاقوں میں سرگردان ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے قادیان میں ہر دوائی مل سکتی ہے۔ اور یہ کہنا ہرگز درست نہیں۔ کہ یہاں سے طبّی ادویہ نہیں مل سکتیں۔ دُور کیوں جائیں۔ صرف طبّیہ عجائب گھر میں ہی آپ کو وہ چیزیں ملیں گی۔ جو پنجاب یا ہندوستان کی کسی ایک دوکان پر مجموعی طور پر نہیں مل سکتیں۔ مَیں نے ان ادویہ کو تبت، چین اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے جمع کیا ہے۔ اور کئی سال اسی تگ و دو میں صرف کئے ہیں۔ چار سال متواتر کشمیر جاتا رہا ہوں۔ جہاں تک ہو سکا جگہ جگہ گھوم کر جڑی بوٹیوں اور معدنیات کے متعلق تحقیقات کی۔ کوہ مری۔ ڈونگا گلی۔ نتھیا گلی ایبٹ آباد مانسہرہ۔ گڑھی حبیب اللہ سے ہوتا ہوا بالاکوٹ۔ کوائی اور پارس علاقہ کاغان پہونچا۔ اور وہاں بھی مَیں نے اپنے آپ کو اسی دھن میں سرشار پایا۔ ڈلہوزی پہونچا۔ پالم پور۔ بیج ناتھ۔ اور جوگندر نگر متعدد بار گیا۔ مگر وہاں کی ناقص آب و ہوا کی وجہ سے بیمار ہو کر واپس آگیا۔ دھرم سالہ کی خاک چھانی۔ اس کے عبرتناک مناظر دیکھے۔ وہ مناظر جو اس زمانہ کے نذیر کی پیشگوئی کے ماتحت زلزلہ کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ دو دفعہ شملہ گیا۔ ڈیرہ دون اور منصوری پہونچا۔ میرے دل میں جو لو لگی ہوئی تھی۔ اسکی لَے نے مجھے اکثر پہاڑوں کی بڑی بڑی چوٹیوں تک پہونچا دیا۔

بعض جگہیں لیٹ کر، گھٹنوں کے بل پہاڑوں پر چڑھتا۔ تا گوہرِ مقصود حاصل ہو جائے۔ سچ ہے جوانی دیوانی۔ یہ سب جوانی کے کرشمے تھے۔ بڑے بڑے گھنے جنگلوں کی بادیہ پیمائی کی

کوئٹہ، سکھر اور کراچی پہونچا۔ وہاں بھی ایک ہی دُھن لگی ہوئی تھی۔ بمبئی اور کلکتہ بھی گیا۔ جہاں کہیں نوادر دیکھے۔ گرانی کی پرواہ تک نہیں کی۔ فوراً خرید لئے۔ غرض کیا عرض کروں۔ سالہا سال کی دوڑ دھوپ اور کشمکش کے نتیجہ میں جو بھی جمع کیا وہ شوکیسوں اور الماریوں میں آپ کے ازدیادِ علم کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ یہی طبّیہ عجائب گھر ہے اس میں آپ کو لعل۔ گوناگوں یاقوت۔ بوقلموں زمرّد۔ نیلم پکھراج۔ کہربا۔ ہر نوع کا فیروزہ۔ بُسد۔ مونگا۔ شاخ مونگا۔ سفید مونگا۔ سنہلا۔ کٹھلا۔ دھونبلہ۔ مرکٹ رسنگ ستارہ۔ عقیق۔ سنگ یشب۔ سیپ۔ برما کے سنکھ۔ کراچی کے سنکھ۔ مدراس کے سنکھ کا قلمدان۔ علی گڑھ سے سنگِ لرزاں۔ چین سے کف ابابیل۔ گھونگے۔ کوڑیاں مروارید بھری۔ فادِ زہر حیوانی۔ مایہ شتر اعرابی۔ سنکھ کے کیڑے۔ کھیوڑہ کے نمک کے سرچو۔ داہنہٗ فرہنگ۔ لنکا کے مروارید۔ آسٹریلیا کے مروارید۔ جاپان کے کلچرڈ موتی۔ چوڑ موتی۔ بورہ موتی۔ کانچ کے موتی۔ مومی موتی۔ پتاؤنی پتھر۔ دنیا کے مختلف حصوں کے سکہ جات۔ شاررنج۔ ریگ ماہی۔ سفید بلور۔ زرد بلور۔ سیاہ بلور۔ بڑے بڑے ناتراشیدہ موتی۔ ترمتی پتھر۔ ٹاٹری پتھر۔ تانبڑہ۔ برما کے مختلف نوادر۔ نمک ہر قسم۔ دھولگڑی کی چوٹی کا سالگرام۔ اسفنج اور سیب پتھر کی شکل اختیار کئے ہوئے۔ سلیمانی پتھر۔ رتی پتھر گوری پتھر۔ مختلف علاقوں کا قلب الحجر۔ نمک کا محل۔ وغیرہ وغیرہ۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ پھر کہیں تبت کی جدوار ہے کہیں چین کا ممیرا۔ کہیں یارقند کا سنگ یشب ہے تو کہیں اسکودو کا زہر مہرہ۔ کہیں کابل کا پشم پتھر ہے تو کہیں روس کی پرچین۔ جاپان کی چائے۔ چینی چائے۔ ڈیرہ دون کی چائے۔ تبتی چائے۔ آسامی چائے۔ افریقہ کی چائے۔ مالابار کی کافی۔ افریقہ کی کافی۔ کشمیر کا بنفشہ اور زیرہ۔ غرضیکہ قریباً ہر قسم کی چیزیں دیکھنے میں آئیں گی۔ مشکِ تاتار۔ مشکِ نیپال۔ مشکِ کشمیر۔ زعفران مونگرا ایرانی۔ زعفران لچھی ایرانی۔ زعفران مونگرا کشمیری۔ درجہ اول۔ زعفران لچھا کشمیری۔ زعفران مونگرا قسم دوم۔ ست سلاجیت درجہ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ فولاد۔ روپہ مکھی۔ ریگ ماہی۔ ہینگ درجہ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ نیز بے شمار مفرد اور مرکب ادویات۔ دل چاہتا ہے کہ طبّیہ عجائب گھر کی تمام ادویہ کے نام درج کر دوں مگر وقت بھی اجازت نہیں دیتا اور کاغذ کی گرانی بھی مانع ہے۔ کشتہ جات سوائے ہیرے کے کشتہ کے سب آپ کو یہاں سے مل سکینگے یا مِل جاوینگے۔ یونانی اور آیورویدک ادویہ کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سونے کی گولیاں۔ زوجام عشق۔ جواہر مہرہ عنبری۔ مفرح عنبری۔ حب گاؤ زبان تریاقی۔ اکسیر اٹھرا۔ قلب الحجر جیسی بیش بہا مرکب ادویہ جو اعلیٰ ترین اور خالص اجزاء سے تیار شدہ ہوں آپ کو اور کہیں نہ مل سکیں گی۔ چونکہ خدا نے قادیان کو روحانی اور جسمانی ہر لحاظ سے ترقی دینی ہے۔ اس نے مجھ جیسے ناکارہ سے بھی وہ کام لیا ہے جس سے باہر کی دنیا محروم ہے۔ مَیں بھی قادیان سے باہر رہ کر ایسا پرشوکت عجائب گھر نہ بنا سکتا۔ آج طبیعت نے ایسا جوش مارا۔ کہ باقی سب کام چھوڑ کر اس مضمون کو لکھنے میں ہمہ تن مشغول ہو گیا ہوں۔ رات بہت گذر چکی ہے تاریکی کے باعث باہر ہُو کا عالم ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور طبّیہ عجائب گھر کے بجلی کے قمقموں نے میری ڈھارس بندھا دی ہے۔ لو! اب رخصت ہوتا ہوں۔ یار زندہ صحبت باقی؛؛

عبدالعزیز خاں حکیم حاذق پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان